قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (اٰل عمران: 74)

روزنامہ

الفضل

لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

بدھ 15/ فروری 2023ء | 23/ رجب 1444 ہجری قمری | 15/ تبلیغ 1402 ہجری شمسی | جلد:5 | شمارہ:39

فرمانِ رسولؐ

حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ بزرگ فرشتے گھومتے رہتے ہیں اور انہیں ذکر کی مجالس کی تلاش رہتی ہے۔ جب وہ کوئی ایسی مجلس پاتے ہیں جس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر ہو رہا ہو تو وہاں بیٹھ جاتے ہیں اور پروں سے اس کو ڈھانپ لیتے ہیں۔ ساری فضا ان کے اس سایہ برکت سے معمور ہو جاتی ہے۔ جب لوگ اس مجلس سے اٹھ جاتے ہیں تو وہ بھی آسمان کی طرف چڑھ جاتے ہیں۔ تو پھر اللہ تعالیٰ کا یہ لمبا سوال جواب ہے کہ کیا مانگتے ہیں؟ جنت مانگتے ہیں، پناہ چاہتے ہیں۔ بخشش چاہتے ہیں۔ تو پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر ان کو پتہ ہو کہ میری پناہ کیا ہے اور یہ سب کچھ، تو ان کا کیا حال ہوگا؟ اور پھر فرماتا ہے کہ اچھا اگر وہ میری بخشش چاہتے ہیں، بخشش طلب کرتے ہیں تو مَیں نے انہیں بخش دیا اور انہیں سب کچھ وہ دے دیا جو انہوں نے مجھ سے مانگا۔ تو فرشتے اس پہ کہتے ہیں کہ اے ہمارے ربّ! ان میں فلاں خطا کار شخص بھی تھا۔ وہ وہاں سے گزرا اور انہیں ذکر کرتے دیکھ کر یونہی ان میں بیٹھ گیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے اس کو بھی بخش دیا۔ کیونکہ یہ ایسے لوگ ہیں جن کے پاس بیٹھنے والا بھی محروم اور بدبخت نہیں رہتا۔

(صحیح مسلم کتاب الذکر والدعاء والتوبۃ والاستغفار باب فضل مجالس الذکر حدیث نمبر 4983)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

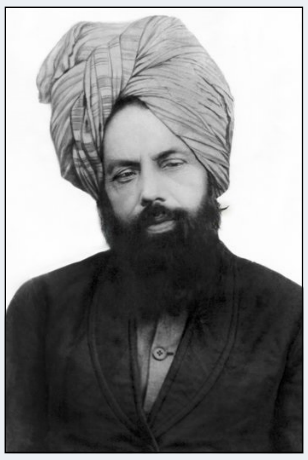

صادقوں کی صحبت کے فائدے

جب انسان ایک راستباز اور صادق کے پاس بیٹھتا ہے تو صدق اس میں کام کرتا ہے۔ لیکن جو راستبازوں کی صحبت کو چھوڑ کر بدوں اور شریروں کی صحبت کو اختیار کرتا ہے تو ان میں بدی اثر کرتی جاتی ہے۔ اسی لئے احادیث اور قرآن شریف میں صحبت بد سے پرہیز کرنے کی تاکید اور تہدید پائی جاتی ہے اور لکھا ہے کہ جہاں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اہانت ہوتی ہو اس مجلس سے فی الفور اٹھ جاؤ۔ ورنہ جو اہانت سن کر نہیں اٹھتا اس کا شمار بھی ان میں ہی ہوگا۔ صادقوں اور راستبازوں کے پاس رہنے والا بھی ان میں ہی شریک ہوتا ہے اس لئے کس قدر ضرورت ہے اس امر کی کہ انسان کُوۡنُوۡا مَعَ الصّٰدِقِیۡنَ کے پاک ارشاد پر عمل کرے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ملائکہ کو دنیا میں بھیجتا ہے وہ پاک لوگوں کی مجلس میں آتے ہیں اور جب واپس جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان سے پوچھتا ہے کہ تم نے کیا دیکھا۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم نے ایک مجلس دیکھی ہے جس میں تیرا ذکر کر رہے تھے مگر ایک شخص ان میں سے نہیں تھا۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ نہیں وہ بھی ان میں ہی سے ہے کیونکہ اِنَّھُمۡ قَوۡمٌ لَایَشۡقٰی جَلِیۡسُھُمۡ۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ صادقوں کی صحبت سے کس قدر فائدے ہیں۔ سخت بدنصیب ہے وہ شخص جو صحبت سے دور ہے۔۔۔

۔۔۔غرض نفس مطمئنہ کی تاثیروں میں سے یہ بھی ہے کہ وہ اطمینان یافتہ لوگوں کی صحبت میں اطمینان پاتے ہیں امّارہ والے میں نفس امّارہ کی تاثیریں ہوتی ہیں اور لوّامہ والے میں لوّامہ کی تاثیریں ہوتی ہیں اور جو شخص نفس مطمئنہ والے کی صحبت میں بیٹھتا ہے اس پر بھی اطمینان اور سکینت کے آثار ہونے لگتے ہیں اور اندر ہی اندر اسے تسلی ملنے لگتی ہے۔

(الحکم جلد 8 نمبر 2 مؤرخہ 17/ جنوری 1904ء صفحہ 1)

ارشاد باری تعالیٰ

یٰۤاَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَکُوۡنُوۡا مَعَ الصّٰدِقِیۡنَ ﴿۱۱۹﴾

(التوبہ: 119)

ترجمہ: اے لوگو! جو ایمان لائے ہو اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور صادقوں کے ساتھ ہو جاؤ۔

فرمان خلیفۂ وقت

حرام اشیاء serve کرنے والے ریسٹورنٹس میں کام کرنے کی ممانعت

جیسا کہ حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے فرمایا کہ ایسی گندی جگہوں پر جا کر اگر پھر کوئی کہتا ہے میں کون سا یہ کام کر رہا ہوں۔ شراب خانے میں جاکر اگر کہے کہ مَیں کون سی شراب پی رہا ہوں تو فرمایا کہ ایک دن وہ اس ماحول کے زیر اثر آجائے گا اور ہو سکتا ہے کہ پینا شروع کر دے۔ اس لئے حدیث میں بھی آیا ہے شراب کی ہر قسم کی مناہی کی گئی ہے پلانے کیلئے بھی اور بنانے والے کیلئے بھی اور کشید کرنے کیلئے بھی سب کچھ۔ کچھ سال پہلے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے اسی لئے فرمایا تھا کہ جو یہاں آکے ایسے ریسٹورنٹ میں کام کرتے ہیں جہاں شراب وغیرہ بیچی جاتی ہے تو اس کام کو ختم کریں اور ملازمتوں کو چھوڑیں اور اس کا جماعت کی طرف سے بڑا اچھا رسپانس تھا اور تقریباً سب نے ہی ایسی ملازمتیں یا ایسے کاروبار چھوڑ دیئے۔ لیکن سؤر کے گوشت کھانے پر بھی قرآن شریف میں مناہی ہے۔ ابھی بھی ایسے لوگ ہیں جو ایسے ریسٹورنٹس میں کام کرتے ہیں جہاں برگر بناتے ہیں یا برگر Serve کرتے ہیں۔ تو کہتے یہی ہیں کہ ہم کون سا استعمال کر رہے ہیں لیکن جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ بعض دفعہ ایک وقت ایسا آتا ہے کہ پھر انسان ان چیزوں سے کسی نہ کسی طرح متاثر ہو جاتا ہے اور یہ نہ ہو کسی دن وہ برگر استعمال بھی ہو جائے۔ اس لئے بہتر یہ ہے کہ پہلے ہی بچت کر لی جائے اور ایسی نوکریوں کو چھوڑ دینا چاہئے۔ کئی ایسی جگہیں ہیں جہاں صاف ستھرا کام ہوتا ہے وہاں نوکریاں مل سکتی ہیں، ملازمتیں مل سکتی ہیں، تلاش کرنی چاہئیں۔ اللہ تعالیٰ کی خاطر چھوڑیں گے تو ان شاء اللہ تعالیٰ برکت پڑے گی اور یہ اصلاح نفس کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔

(خطبہ جمعہ 11/ جون 2004ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

اس شمارہ میں

- سوائے قلمی جہاد کے اب نہیں ہے زیبا جہاد کرنا (منظوم)
- احکام خداوندی
- تبلیغ میں پریس اور میڈیا سے کس طرح کام لیا جاسکتا ہے
- توہین رسالت کی سزا قتل۔ درست یا غلط
- شہادتوں سے لے کر مہدی آباد کے سفر تک کی داستان
- ڈوری برکینا فاسو کا تعارف
- سو سال قبل کا الفضل

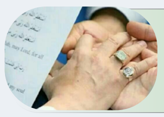

دربارِ خلافت

عائلی زندگی کو حسین بنانے کے گُر

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے حالیہ دورۂ امریکہ 2022ء میں واقفات نو کی کلاس میں ایک بچی نے سوال کیا

سوال: عام طور پر یہ کہا جاتا ہے کہ جب مختلف نسل یا ثقافت کے لوگ آپس میں شادی کریں تو انہیں کئی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ایسی شادیوں کے بارہ میں احمدیت کا نقطہ نظر کیا ہے؟

حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ’’اگر مختلف نسلی ثقافتوں کے لوگ آپس میں شادیاں کرتے ہیں تو یہ اچھی بات ہے لیکن دونوں طرف کو بہت روادار ہونا ہوگا۔ بات یہ ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کسی انتخاب سے پہلے تمہیں یہ کوشش کرنی ہوگی کہ تم کسی ایسے کو منتخب کرو جو روحانی طور پر اچھا ہو جس کو دینی علم پر عبور حاصل ہو اور وہ ایک پکا مسلمان ہو۔ پس جب دونوں فریق مرد اور عورت ان سب باتوں کا خیال رکھیں گے تو پھر وہ زندگی سے لطف اندوز ہوں گے خواہ دونوں مختلف یا ایک ہی نسل یا ثقافت سے ہوں۔ اس بات کو ہمیشہ یاد رکھیں کہ کوئی شخص کامل نہیں ہے سب میں کمزوریاں موجود ہیں اگر دونوں روادار ہوں اور اپنی آنکھیں، منہ اور کان ایک دوسرے کی برائی سننے سے محفوظ رکھیں گے اور نہ ہی ایک دوسرے کو برا کہیں گے تب ایک اچھی عائلی زندگی گزاریں گے۔ جب مختلف ثقافتوں کے لوگ احمدیت میں اکٹھے ہو جائیں گے تو ایک بہت اچھا احمدی ماحول قائم ہو جائے گا اور ہمیں اسے قائم کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ یہ بات ہمیں اسلام سکھاتا ہے اور میں اس پر یقین رکھتا ہوں لیکن لوگوں میں کمزوریاں ہوتیں ہیں کبھی کبھی وہ اس طرز پر عمل نہیں کرتے۔ ہم عام طور پر مالی حالات، اچھی جاب دیکھتے ہیں یا یہ کہ لڑکی یا لڑکا تعلیم یافتہ ہے پس ان سب کو دیکھنے کی بجائے ہمیں اس بات پر دھیان دینے کی کوشش کرنی چاہیے کہ اس شخص کا دینی پس منظر اچھا ہو اور باعمل مسلمان ہو۔

(روزنامہ الفضل آن لائن 9/ دسمبر 2022ء)

کمپوزر حضرات سے درخواست

بعض دوست اور خواتین کمپوزنگ کرتے وقت الفاظ کو جوڑ کر لکھتے ہیں۔ جو کو درست ہے لیکن الفضل کے میٹیریل کو فائنل طور پر indesign میں تبدیل کرنے سے ایسے جڑواں الفاظ کی ہیئت تبدیل ہو جاتی ہے۔ اس لئے تمام کمپوزر حضرات سے درخواست ہے کہ وہ کمپوزنگ کرتے وقت الفاظ کو علیحدہ علیحدہ لکھا کریں۔ جیسے:

جُڑے ہوئے الفاظ	درست طریق
کرنیوالے	کرنے والے
اسکی	اس کی
اسطرح	اس طرح
اسکے	اس کے
اسلیے	اس لیے
اسمیں	اس میں
کیلیے	کے لیے
ہونگی	ہوں گی
کیساتھ	کے ساتھ
انکے	ان کے
لیکر	لے کر
جائیگا	جائے گا
ہونگے	ہوں گے

(ایڈیٹر الفضل آن لائن لندن)

سوائے قلمی جہاد کے اب نہیں ہے زیبا جہاد کرنا

اسی جگہ پر جہاں پہ بچھڑے تھے لوٹ آؤ تو بات ہو گی
بھلا کے نفرت خلوصِ دل سے قدم بڑھاؤ تو بات ہو گی

ابھی روّیہ نہیں ہے بدلا، ابھی دلوں پر ہے زنگ باقی
ابھی لہو سے زمین تر ہے، ابھی ہے فتنوں کا رنگ باقی
جو صلح چاہو،نیام میں رکھ کے تیغ آؤ تو بات ہو گی
دکھائی ہم نے ہے جو شرافت وہی دکھاؤ تو بات ہو گی

بہت ہوا اب حبیب لوگوں پہ راج گندہ نہیں چلے گا
دلیل جیسی بھی ہو مناسب، مزاج گندہ نہیں چلے گا
مزاج اپنا بدل کے ہم کو جو تم بلاؤ تو بات ہو گی
ہے شرط اتنی کہ تم شرارت سے باز آؤ تو بات ہو گی

تمہیں بتایا گیا تھا اب کے نہیں ہے اچھا فساد کرنا
سوائے قلمی جہاد کے اب نہیں ہے زیبا جہاد کرنا
جہاد کر کے جو تم نے پائی وہ جا دکھاؤ تو بات ہو گی
یا پھر خدا کی بلیغ باتوں کو مان جاؤ تو بات ہو گی

اگر عبادت کے زاویے سے دعا کی لذت تمہیں ہے حاصل
اگر خدا کے ہو تم چنیدہ خدا کی نصرت تمہیں ہے حاصل
تو بحث چھوڑو کہیں سے کوئی دلیل لاؤ تو بات ہو گی
یا انکساری سے اپنی حالت پہ رحم کھاؤ تو بات ہو گی

چلو ! فراست کی تہ میں جا کر ذرا تحمل سے سوچتے ہیں
چلو! حقیقت کی روشنی میں ضمیر اپنا جھنجھوڑتے ہیں
خدا کی نصرت ہے کس کو حاصل، یہ سچ بتاؤ تو بات ہو گی
بجائے لڑنے کے راہِ تقویٰ پہ چل کے آؤ تو بات ہو گی

ہمارا ساقی جہانِ مستی کو جامِ حکمت پلا رہا ہے
خدا تعالیٰ کے پاک لوگوں کو میکدے میں بلا رہا ہے
جہان دیدہ ہمارے کہنے پہ تم بھی آؤ تو بات ہو گی
خدائے غالب جلال و اکبر کو سر جھکاؤ تو بات ہو گی

مدثر احمد نقاش

صبیحہ محمود۔ جرمنی

احکام خداوندی

اللہ کے احکام کی حفاظت کرو۔ (الحدیث)

قسط 72

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

’’جو شخص قرآن کے سات سو حکم میں سے ایک چھوٹے سے حکم کو بھی ٹالتا ہے وہ نجات کا دروازہ اپنے ہاتھ سے اپنے پر بند کرتا ہے۔‘‘

(کشتی نوح)

قرض، گواہی (باب دوم)

انصاف کے ساتھ گواہی دینا خواہ والدین اور رشتہ داروں کے خلاف ہی ہو

یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا کُوۡنُوۡا قَوّٰمِیۡنَ بِالۡقِسۡطِ شُہَدَآءَ لِلّٰہِ وَلَوۡ عَلٰۤی اَنۡفُسِکُمۡ اَوِ الۡوَالِدَیۡنِ وَالۡاَقۡرَبِیۡنَ

(النساء: 136)

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کی خاطر گواہ بنتے ہوئے انصاف کو مضبوطی سے قائم کرنے والے بن جاؤ خواہ خود اپنے خلاف گواہی دینی پڑے یا والدین اور قریبی رشتہ داروں کے خلاف۔

گواہی کو مت چھپاؤ

وَاِنۡ تَلۡوٗۤا اَوۡ تُعۡرِضُوۡا فَاِنَّ اللّٰہَ کَانَ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ خَبِیۡرًا ﴿۱۳۶﴾

(النساء: 136)

اور اگر تم نے گول مول بات کی یا پہلوتہی کر گئے تو یقیناً اللہ جو تم کرتے ہو اس سے بہت باخبر ہے۔

جھوٹی گواہی نہ دینا

وَالَّذِیۡنَ لَا یَشۡہَدُوۡنَ الزُّوۡرَ

(الفرقان: 73)

اور وہ لوگ جو جھوٹی گواہی نہیں دیتے۔

یہود کے ساتھ مل کر گواہی دینے کی ممانعت

قُلۡ ہَلُمَّ شُہَدَآءَکُمُ الَّذِیۡنَ یَشۡہَدُوۡنَ اَنَّ اللّٰہَ حَرَّمَ ہٰذَا ۚ فَاِنۡ شَہِدُوۡا فَلَا تَشۡہَدۡ مَعَہُمۡ

(الانعام: 151)

تو کہہ دے تم اپنے ان گواہوں کو بلاؤ تو سہی جو یہ گواہی دیتے ہیں کہ اللہ نے ان چیزوں کو حرام کر دیا ہے۔ پس اگر وہ گواہی دیں تو تو ہرگز اُن کے ساتھ گواہی نہ دے۔

وفات کے وقت وصیت لکھنے کے احکامات

یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا شَہَادَۃُ بَیۡنِکُمۡ اِذَا حَضَرَ اَحَدَکُمُ الۡمَوۡتُ حِیۡنَ الۡوَصِیَّۃِ اثۡنٰنِ ذَوَا عَدۡلٍ مِّنۡکُمۡ اَوۡ اٰخَرٰنِ مِنۡ غَیۡرِکُمۡ اِنۡ اَنۡتُمۡ ضَرَبۡتُمۡ فِی الۡاَرۡضِ فَاَصَابَتۡکُمۡ مُّصِیۡبَۃُ الۡمَوۡتِ ؕ تَحۡبِسُوۡنَہُمَا مِنۡۢ بَعۡدِ الصَّلٰوۃِ فَیُقۡسِمٰنِ بِاللّٰہِ اِنِ ارۡتَبۡتُمۡ لَا نَشۡتَرِیۡ بِہٖ ثَمَنًا وَّلَوۡ کَانَ ذَا قُرۡبٰی ۙ وَلَا نَکۡتُمُ شَہَادَۃَ ۙ اللّٰہِ اِنَّاۤ اِذًا لَّمِنَ الۡاٰثِمِیۡنَ ﴿۱۰۷﴾ فَاِنۡ عُثِرَ عَلٰۤی اَنَّہُمَا اسۡتَحَقَّاۤ اِثۡمًا فَاٰخَرٰنِ یَقُوۡمٰنِ مَقَامَہُمَا مِنَ الَّذِیۡنَ اسۡتَحَقَّ عَلَیۡہِمُ الۡاَوۡلَیٰنِ فَیُقۡسِمٰنِ بِاللّٰہِ لَشَہَادَتُنَاۤ اَحَقُّ مِنۡ شَہَادَتِہِمَا وَمَا اعۡتَدَیۡنَاۤ ۫ۖ اِنَّاۤ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِیۡنَ ﴿۱۰۸﴾ ذٰلِکَ اَدۡنٰۤی اَنۡ یَّاۡتُوۡا بِالشَّہَادَۃِ عَلٰی وَجۡہِہَاۤ اَوۡ یَخَافُوۡۤا اَنۡ تُرَدَّ اَیۡمَانٌۢ بَعۡدَ اَیۡمَانِہِمۡ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰہَ وَاسۡمَعُوۡا ؕ وَاللّٰہُ لَا یَہۡدِی الۡقَوۡمَ الۡفٰسِقِیۡنَ ﴿۱۰۹﴾

(المائدة: 107-109)

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! جب تم میں سے کسی تک موت آ پہنچے تو تمہارے درمیان شہادت کے طور پر وصیت کے وقت اپنے میں سے دو صاحبِ عدل گواہوں کا تقرر ضروری ہے۔ البتہ اگر تم زمین میں سفر کر رہے ہو اور تمہیں موت کی مصیبت آ لے تو اپنوں کی بجائے غیروں میں سے دو گواہ بنا سکتے ہو۔ تم ان دونوں کو کسی نماز کے بعد روک لو اور اگر تمہیں شک ہو تو وہ دونوں اللہ کی قسم کھا کر یہ اقرار کریں کہ ہم اس (گواہی) کے بدلے ہرگز کوئی قیمت وصول نہیں کریں گے خواہ کوئی (ہمارا) قریبی ہی ہو اور ہم اللہ کی مقرر کردہ گواہی نہیں چھپائیں گے تب تو ہم یقیناً گنہگاروں میں سے ہو جائیں گے۔ پھر اگر یہ معلوم ہو جائے کہ دونوں گناہ کے مرتکب ہوئے ہیں تو ان کی جگہ دو دوسرے ان لوگوں میں سے کھڑے ہو جائیں جن کا حق پہلے دو نے مار لیا ہو۔ پس وہ دونوں اللہ کی قسم کھائیں کہ ہماری گواہی ان دونوں کی گواہی سے زیادہ سچی ہے اور ہم نے (انصاف سے) کوئی تجاوز نہیں کیا۔ تب تو ہم یقیناً ظالموں میں سے ہو جائیں گے۔

یہ (طریق) زیادہ قریب ہے کہ وہ (پہلے گواہ) بعینہٖ سچی گواہی پیش کریں ورنہ انہیں خوف دامنگیر رہے کہ اُن (دوسروں) کی قسموں کے بعد ان کی قسمیں ردّ کر دی جائیں گی اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور غور سے سنا کرو اور اللہ فاسق قوم کو ہدایت نہیں دیتا۔

(نوٹ: ان آیات میں درج ذیل احکام ملتے ہیں)

1. اے مومنو! جب تم میں سے کسی کی موت کا وقت قریب آ جائے تو وصیت کے وقت دو عدل والے گواہ مقرر ہوں۔
2. اور اگر سفر کی حالت میں موت آ پہنچے تو اپنوں کی بجائے غیروں میں سے دو گواہ بنا سکتے ہو۔
3. اگر ان دونوں کی گواہی بارے شک ہو تو وہ دونوں اللہ کی قسم کھا کر یہ اقرار کریں کہ ہم اس گواہی کے بدلے ہرگز کوئی قیمت وصول نہیں کریں گے خواہ کوئی ہمارا قریبی ہی نہ ہو اور ہم اللہ کی مقررہ کردہ

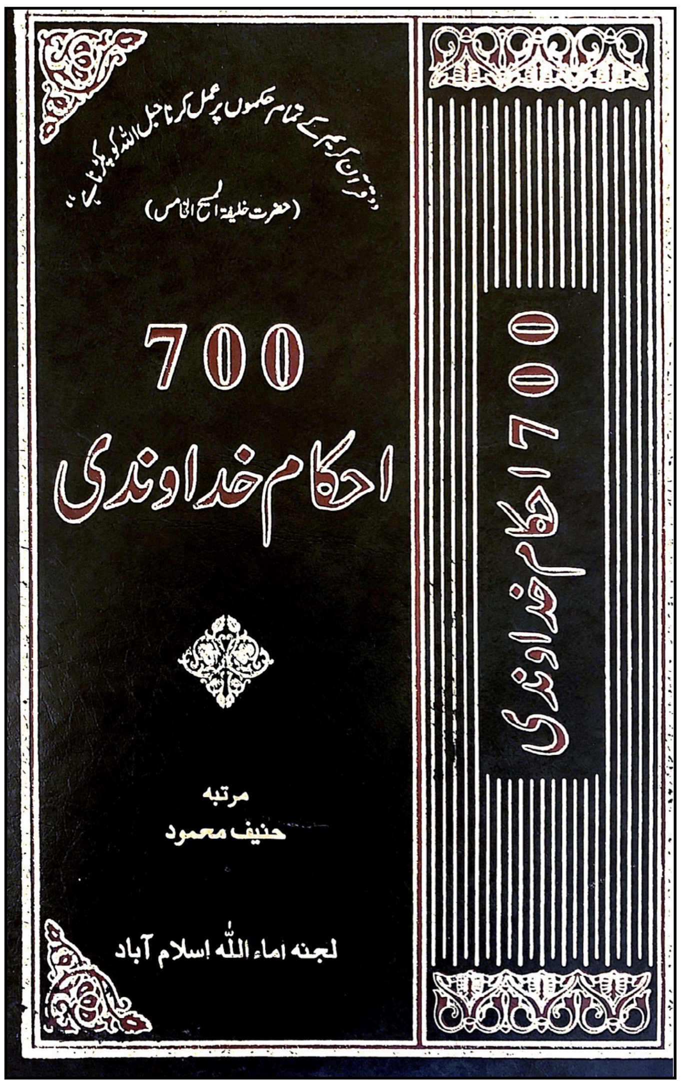

گواہی نہیں چھپائیں گے۔

4. اگر یہ دو گواہی دینے میں جھوٹ سے کام لیں تو میّت کے رشتہ داروں میں سے دو جن کے خلاف پہلے دو نے حق قائم کیا تھا۔ اللہ کی قسم کھا کر شہادت دیں کہ ہماری گواہی ان پہلے دو گواہوں کی گواہی سے زیادہ سچی ہے اور ہم نے اس گواہی میں کوئی زیادتی نہیں کی۔
5. یہ طریق پہلے گواہوں کو اس بات کے زیادہ قریب کر دے گا کہ وہ گواہی عین واقعہ کے مطابق دیں یا اُنہیں یہ خوف دامن گیر رہے کہ ان دوسروں کی قسموں کے بعد ان کی قسمیں ردّ کر دی جائیں گی۔
6. اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور اس کے حکموں کی اچھی طرح اطاعت کیا کرو۔

(700 احکام خداوندی از حنیف احمد محمود صفحہ 514-517)

دعا کا تحفہ

حصول تقویٰ اور تزکیہ نفس کی دُعا

حضرت زیدؓ بن ارقم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ دُعا بیان کرتے تھے:

اَللّٰھُمَّ آتِ نَفْسِیْ تَقْوَاھَا، وَزَکِّھَا اَنْتَ خَیْرُ مَنْ زَکَّاھَا، اَنْتَ وَلِیُّھَا وَمَوْلَاھَا

(نسائی کتاب الاستعاذہ)

ترجمہ: اے اللہ! میرے نفس کو تقویٰ عطا فرما دے اور اُس کو پاک کر دے کہ تو پاک کرنے والوں میں سب سے بہتر ہے۔ تو ہی اس کا دوست اور مالک ہے۔

(مناجات رسولؐ از خزینۃ الدعا مرتبہ علامہ ایچ ایم طارق ایڈیشن 2014ء صفحہ 132)

مرسلہ: عائشہ چوہدری۔ جرمنی

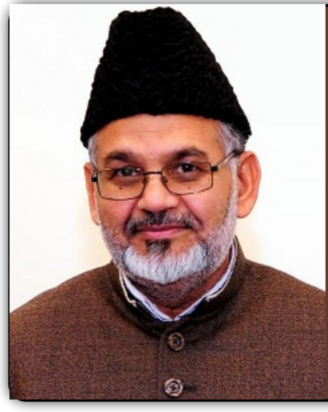

مولانا سید شمشاد احمد ناصر۔ امریکہ

تبلیغ میں پریس اور میڈیا سے کس طرح کام لیا جا سکتا ہے

ذاتی تجربات کی روشنی میں

قسط 79

ڈیلی بلٹن نے اپنی اشاعت 7/ نومبر 2011ء میں خاکسار کا ایک مضمون انگریزی میں شائع کیا جس کا عنوان یہ رکھا:

“Giving Back To The Community”

اس مضمون کا خلاصہ یہ ہے کہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کے لئے کوشش مؤمن کا ایک فریضہ ہے۔ حال ہی میں امریکہ میں جو 9/11 کی دسویں سالگرہ منائی گئی اور جسے میڈیا کی بھرپور کوریج بھی ملی۔

احمدیہ مسلم جماعت امریکہ میں وہ واحد کمیونٹی ہے جس نے اس موقعہ پر خون کے عطیات اکٹھے کرنے کی مہم شروع کی ہے۔ جس کا مقصد یہ ہے کہ جو تین ہزار لوگ 9/11 کو حملہ میں اپنی جان کھو بیٹھے ان کے عوض 30 ہزار لوگوں کی جانوں کو ”خون کے عطیات دے کر“ بچایا جائے۔ اس موقعہ پر دس ہزار یونٹ خون اکٹھے کئے گئے یہ دس گنا زائد ہے ان اموات سے جو 9/11 میں ہوئی تھیں اور اس کے علاوہ ابھی بھی یہ کام جاری ہے۔ ہمارا خون کے عطیات اکٹھے کرنے کا جو ٹارگٹ تھا اس سے کہیں زیادہ جمع کیا گیا۔ یہ خیال کہ کمیونٹی کی اس طرح خدمت کی جائے دراصل اسلام ہی کی تعلیم ہے۔ ہم ان لوگوں کے بھی شکرگذار ہیں جنہوں نے خدمت انسانیت کر کے خون کے یہ عطیات دیئے۔

میں اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے جماعت احمدیہ مسلمہ کی طرف سے ان سب احباب کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے خون کے عطیہ جات دیئے، جنہوں نے اس کام کو احسن رنگ میں آرگنائز کیا، تمام رضا کار جنہوں نے اس کو کامیاب بنانے میں اپنے اپنے رنگ میں خدمت کی۔

فَجَزَاھُمُ اللّٰہُ اَحْسَنُ الْجَزَاءِ

ہم اس وقت خدا تعالیٰ کا بھی شکریہ ادا کرتے ہیں کہ جس نے ہمیں یہ کام کرنے کی توفیق دی تا وہ لوگ جن کی زندگی بچانے کے لئے خون کی ضرورت ہے یہ ان کے کام آئے۔ ریڈکراس اور لائف سٹریم نیز سارے امریکہ کی 70 جماعتوں میں جتنے رضا کار ہیں اور وہ سب رحم دل انسان جنہوں نے جس قدر کام بھی کیا اور خون کے عطیات بھی دیئے سب کے شکرگذار اور سب کے لئے دعا گو ہیں۔ اس وقت تک 168 شہروں میں 276 بلڈ ڈرائیوز کا انتظام ہوا۔ جس سے گیارہ ہزار یونٹ (بوتلیں) خون کی اکٹھی ہوئیں۔ کئی جگہ پر تو خون کے عطیات دینے والے ہمارے اندازے اور انتظام سے بھی زیادہ تھے اور ان کو واپس بھیجنا پڑا مثلاً مسجد بیت الحمید میں 50 یونٹ (بوتلیں) خون کی اکٹھی کی گئیں یہ کام یہاں پر 6 گھنٹے میں ہوا اور 20 آدمیوں کو جو خون کا عطیہ دینے آئے تھے ٹائم نہ ہونے کی وجہ سے واپس بھیجنا پڑا۔

ملک کے کیپٹل واشنگٹن کے علاقہ میں بھی ہماری طرف سے بلڈ ڈرائیو کا انتظام کیا گیا تھا جس میں کانگرس کے ممبرز نے بھی خون کے عطیہ جات دیئے جس میں ریپبلکن کے مینسوٹا کی کیتھ ایلیسن بھی شامل ہیں۔

حال ہی میں مولانا نسیم مہدی صاحب نائب امیر امریکہ نے صدر اوباما کو بھی اس بارے میں بتایا کہ جماعت احمدیہ خون کے عطیہ جات 9/11 کے حوالہ سے اکٹھی کر رہی ہے۔ انہوں نے یہ بات صدر اوباما کو حال ہی میں عید کے ڈنر کے موقع پر بتائی۔ اسی طرح صدر اوباما کے وائس صدر جو بائیڈن کو بھی ایک فلائر کے ذریعہ جو کہ یہ تھا Muslim For Life پتہ لگا۔

جماعت احمدیہ اس وقت دنیا کے 200 ممالک میں اسلام کی صحیح تعلیمات کو پھیلا رہی ہے۔ کیوں کہ مغربی دنیا میں یہ تاثر عام پایا جاتا ہے کہ اسلام تشدد کی تعلیم دیتا ہے۔ چنانچہ اس کے اثرات کو ختم کرنے کے لئے جماعت احمدیہ یہ تقاریب منعقد کر رہی ہے اور Muslim For Life سے پہلے Muslim For Peace پمفلٹ بھی سارے ملک میں تقسیم کر چکی ہے۔

مضمون کے آخر میں جماعت احمدیہ کا تعارف ہے کہ یہ جماعت 1889ء میں انڈیا میں حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کے ذریعہ وجود میں آئی جس کا مقصد اسلام کی حقیقی تعلیمات کو پھیلانا ہے اور اس کا ایک مقصد مخلوق کا اپنے خالق کے ساتھ رشتہ جوڑنا ہے۔ ہمارا گول، نعرہ اور ماٹو یہ ہے ”محبت سب کے لئے، نفرت کسی سے نہیں“۔

ہفت روزہ پاکستان ایکسپریس نے اپنی اشاعت 11/ نومبر 2011ء میں صفحہ 13 پر خاکسار کا ایک مضمون بعنوان ”سنت ابراہیمی کی ادائیگی میں مشکلات اور ان کا حل“ خاکسار کی تصویر کے ساتھ شائع کیا۔ یہ مضمون اس سے پہلے دوسرے اخبار کے حوالہ سے آچکا ہے۔

ہفت روزہ نیویارک عوام نے اپنی اشاعت 11 تا 17/ نومبر 2011ء میں صفحہ 12 پر خاکسار کا یہی مضمون ”سنت ابراہیمی کی ادائیگی میں مشکلات اور ان کا حل“ خاکسار کی تصویر کے ساتھ شائع کیا جو اوپر گزر چکا ہے۔

الانتشار العربی نے اپنی اشاعت 9/ نومبر 2011ء میں صفحہ 20 پر دو تصاویر کے ساتھ ہماری خبر شائع کی ہے۔ اس خبر کی ہیڈ لائن یہ ہے کہ

”چینو میں مقیم احمدیہ جماعت کے امام میری لینڈ میں سیرالیون کی 50 ویں یوم آزادی مناتے ہیں“۔

ایک تصویر میں مسٹر بکاری سٹیون سفیر سیرالیون اور مسٹر ایم پی بایو سابقہ ایمبیسیڈر آف نائجیریا کھڑے ہیں جبکہ دوسری تصویر میں ایمبیسیڈر سیرالیون مقیم واشنگٹن، خاکسار سید شمشاد احمد ناصر اور دیگر سیرالیون کے دوست ہیں۔ یہ گروپ فوٹو ہے۔

اخبار لکھتا ہے کہ اپریل 1961ء میں مغربی افریقہ کے ملک سیرالیون کو برٹش سے آزادی ملی 16/ اپریل 2011ء کو ملک سیرالیون سے تعلق رکھنے والے قریباً 125 لوگ مسجد بیت الرحمان جو کہ سلور سپرنگ میں واقع ہے اور جماعت احمدیہ کا ہیڈ کوارٹر بھی ہے، میں اپنا 50 واں یوم آزادی منانے کے لئے اکٹھے ہوئے۔ 25 کے قریب احمدی بھی شامل ہوئے اور کیلی فورنیا سے امام شمشاد ناصر بھی اس تقریب میں شامل ہونے کے لئے پہنچے۔ امام شمشاد نے سیرالیون میں جماعت احمدیہ کے مبلغ کے طور پر 1982 تا 1986ء تک خدمت کی ہے۔

اس تقریب کا افتتاح دعا سے ہوا جو پاسٹر ریورنڈ گلوریا نے کی پھر قرآن کریم سے تلاوت کی گئی جو سلیمان باری (آف سیرالیون) نے کی۔ ایک سیرالیون کی لڑکی نے جو چھوٹی جماعت کی طالبہ ہے امریکہ اور سیرالیون کا قومی ترانہ خوش الحانی سے پیش کیا۔ ڈاکٹر احسان اللہ ظفر امیر جماعت احمدیہ امریکہ نے حاضرین کو استقبالیہ دیا اور سب کے آنے پر 50 ویں یوم آزادی کے موقعہ پر مبارکباد اور خوشی کا اظہار کیا۔ مکرم امیر صاحب نے حاضرین سیرالیون کے سفیر متعین امریکہ مسٹر بکاری سٹیون اور مسٹر ایم پی بایو جو سیرالیون کے نائجیریا میں بھی سفیر رہ چکے تھے (جماعت احمدیہ کا فعال ممبر تھے سیرالیون میں) اور دیگر شخصیات کو بھی خوش آمدید کہا۔ امیر صاحب نے سیرالیون کو خطاب کرتے ہوئے کہا کہ سیرالیون کی آزادی مبارک ہو، اور اس کے ساتھ ساتھ اپنی ذمہ داریاں بھی ادا کرنی چاہئیں خصوصاً علم کے میدان میں خاصی ترقی کریں۔

مکرم امیر صاحب نے جماعت احمدیہ کے پانچویں خلیفہ حضرت مرزا مسرور احمد صاحب کی طرف سے بھی اس موقعہ پر مبارکباد پیش کی۔ محترم امیر صاحب نے فرمایا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ملک سیرالیون کے 6 مختلف علاقوں میں ٹیوب ویل سولر سسٹم سے چلنے کی منظوری بھی دی ہے۔

محترم امیر صاحب کی تقریر کے بعد مکرم مسٹر بنگورا آف واشنگٹن نے بھی مختصراً تقریر کی ”یہ بھی سیرالیون کے احمدی ہیں“ جس میں انہوں نے ”جماعت احمدیہ کی خدمات سیرالیون میں“ کے حوالہ سے بات کی یعنی جماعت احمدیہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ملک سیرالیون میں تعلیمی و طبی میدان میں جو خدمات کر رہی ہے اسے بیان کیا اور سیرالیون کے عوام کو جو ان سے فائدہ مل رہا ہے اس کے بارے میں تفصیل سے بیان کیا اور جماعت احمدیہ کا شکریہ ادا کیا۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ 1920ء سے جب سے کہ احمدیت اس ملک میں آئی ہے جماعت احمدیہ کے مبلغین، ڈاکٹرز اور اساتذہ سیرالیون کے عوام کی ہر میدان میں خدمت کر رہے ہیں اور ملک سیرالیون میں اس وقت 200 پرائمری سکولز، 53 سیکنڈری سکولز اور 550 احمدیہ مساجد ایک ریڈیو سٹیشن اور ایک احمدیہ مشنری ٹریننگ کالج بھی ہے۔ الحمدللہ (یہ 2011ء کی بات ہے)

ان کے بعد اگلے سپیکر مسٹر ایم پی بایو تھے۔ یہ فری ٹاؤن میں احمدیہ سیکنڈری سکول کے 25 سال تک پرنسپل بھی رہے ہیں اور سیرالیون کے نائجیریا میں سفیر بھی اور تعلیم کے شعبہ سے بھی منسلک رہے ہیں۔ انہوں نے اپنی تقریر میں کہا کہ اس وقت حکومتی اہل کار، نمائندے اور چیفس اور دیگر اہم شخصیات نے جماعت احمدیہ کے سکولوں میں تعلیم حاصل کی ہے۔ یہ جماعت احمدیہ کی ایسی خدمت ہے جس نے سیرالیون کی ترقی میں اہم کردار ادا کیا ہے اور اسے کبھی بھی بھلایا نہیں جا سکتا اس موقعہ پر مسٹر ایم پی بایو نے سیرالیون کے یوم آزادی کے موقعہ پر ایک تحفہ بھی امام شمشاد کی خدمت میں پیش کیا۔

امام شمشاد کے دل میں سیرالیون کے لوگوں سے بہت محبت ہے۔ کیوں کہ انہوں نے 1982ء سے 1986ء تک کا عرصہ سیرالیون میں گزارا ہے۔ اگلے سپیکر سفیر عزت مآب جناب Hon.Mr Bockarie Stevens تھے۔ انہوں نے بھی جماعت احمدیہ کی سیرالیون میں تعلیمی و طبی میدان میں خدمات کو سراہا۔ انہوں نے اس بات کی بھی تعریف کی کہ جماعت احمدیہ نے کس طرح آزادی کے لئے اپنا کردار ادا کیا۔ اس کے بعد مسٹر سلمان باری کی قیادت میں سابقہ طلبا آف سیرالیون نے مل کر سیرالیون کے احمدیہ سکولوں میں پڑھا جانے والا ترانہ پیش کیا۔ جس میں صَلِّ عَلٰی نَبِیِّنَا، اسلام زندہ باد اور احمدیت زندہ باد، نعرہ تکبیر بھی شامل تھا اور اردو میں بھی اشعار پڑھے گئے۔ (یہ بھی سیرالیونین تھے)

اس کے بعد امام شمشاد ناصر نے سب حاضرین کا شکریہ ادا کیا اور اس موقعہ پر انہیں مبارکباد پیش کی۔ امام شمشاد نے پھر ان لوگوں کو جنہیں سیرالیون میں خدمات کا موقع ملا تھا۔ اساتذہ، ڈاکٹرز، مبلغین اور ان کی اولادوں کو دعوت دی کہ اگر ان میں سے بھی کوئی آ کر اپنے تجربات

بیان کرنا چاہتا ہے۔ تو پوڈیم پر آجائیں چنانچہ ایک پاکستانی نوجوان مسٹر عبدالقدوس جو کہ سیرالیون ہی میں پیدا ہوئے تھے۔ (ان کے والد صاحب مسٹر عبدالرشید فوزی صاحب ہیں جو احمدیہ سکول فری ٹاؤن میں 27 سال ٹیچر رہے تھے) نے بتایا کہ وہ سیرالیون میں کس طرح پلا بڑھا اور آج بھی اس کے دل میں وہ یادیں تازہ ہیں۔ یہ نوجوان جب یہ باتیں بیان کر رہا تھا تو سیرالیون کے لوگوں کی محبت کی وجہ سے ہچکیاں لے کر رو بھی رہا تھا۔ جس نے سب حاضرین کو بہت متاثر کیا۔

آخر میں پھر امام شمشاد نے سب کا شکریہ ادا کیا اور پاکستانی مبلغین کرام جنہوں نے سیرالیون اور مغربی افریقہ میں کام کیا تھا کہ نام بھی سنائے۔ مکرم داؤد حنیف صاحب (جو اس وقت کینیڈا کے جامعہ کے پرنسپل ہیں) امام ظفر اللہ ہنجرا صاحب، امام ارشاد ملہی صاحب، امام ظفر سرور صاحب اور امام سعید خالد صاحب کا بھی ذکر کیا۔

مکرم امیر صاحب امریکہ ڈاکٹر احسان اللہ ظفر نے دعا کرائی اور سب حاضرین کو جماعت کی طرف سے کھانا بھی پیش کیا گیا۔ جس میں پاکستانی کھانے کے ساتھ ساتھ سیرالیون کے ٹریڈیشنل کھانے بھی پکوائے گئے تھے۔

انڈیا ویسٹ نے اپنی اشاعت 14؍ نومبر 2011ء پر رنگین تصویر کے ساتھ ہماری خبر شائع کی جس کی ہیڈ لائن یہ ہے ''احمدیہ مسلم کمیونٹی سیرالیون کا یوم آزادی مناتی ہے۔'' تصویر میں خاکسار پوڈیم پر تقریر کر رہا ہے۔ جب کہ ہیڈ ٹیبل پر مکرم ڈاکٹر احسان اللہ ظفر صاحب امریکہ درمیان میں، آپ کے ساتھ سٹیج پر ایمبیسیڈر سیرالیون اور دیگر اہم شخصیات بیٹھی ہیں۔ خبر کا متن وہی ہے جو اوپر بیان ہو چکا ہے۔

الاخبار نے اپنے عربی سیکشن میں حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطبہ عید الاضحیہ کا خلاصہ حضور کی تصویر کے ساتھ صفحہ 9 پر شائع کیا۔

حضور نے اس خطبہ میں سورہ الصافات کی آیات فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْیَ قَالَ یٰبُنَیَّ اِنِّیْۤ اَرٰی فِی الْمَنَامِ اَنِّیْۤ اَذْبَحُکَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰی ؕ قَالَ یٰۤاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ ۫ سَتَجِدُنِیْۤ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ مِنَ الصّٰبِرِیْنَ ﴿۱۰۳﴾ فَلَمَّاۤ اَسْلَمَا وَتَلَّہٗ لِلْجَبِیْنِ ﴿۱۰۴﴾ وَنَادَیْنٰہُ اَنْ یّٰۤاِبْرٰہِیْمُ ﴿۱۰۵﴾ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْیَا ۚ اِنَّا کَذٰلِکَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۱۰۶﴾ اِنَّ ہٰذَا لَہُوَ الْبَلٰٓؤُا الْمُبِیْنُ ﴿۱۰۷﴾ وَفَدَیْنٰہُ بِذِبْحٍ عَظِیْمٍ ﴿۱۰۸﴾ وَتَرَکْنَا عَلَیْہِ فِی الْاٰخِرِیْنَ ﴿۱۰۹﴾

(الصافات:103-109)

حضور انور نے ان آیات کا ترجمہ اور تشریح اور حضرت ابراہیمؑ کی رؤیا کا ذکر اور آپ کی اللہ تعالیٰ کے راستے میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قربانی کا ذکر فرمایا اور پھر ذِبۡحٍ عَظِیۡمٍ کا ذکر کیا۔ جو مینڈھے یا دنبے کی قربانی نہیں تھی۔ اس ضمن میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضوان اللہ اجمعین کی قربانیوں کا ذکر کیا پھر انہیں اللہ تعالیٰ نے رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُمۡ وَرَضُوۡا عَنۡہُ کا سرٹیفکیٹ عطا فرمایا یہ ان قربانیوں کا ہی نتیجہ تھا جو انہوں نے کیں اور جن کے اسلوب انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سیکھے۔ پھر خدا تعالیٰ نہیں نہ صرف اخروی زندگی میں جنت اور نعماء عطا فرمائے گا بلکہ انہیں اس زندگی میں بھی بے شمار نعمتوں سے نوازا اور وہ عرب میں حکمران بنائے گئے اور اس کی ایک وجہ ان کی وہ دعائیں تھیں اور عبادات تھیں جو وہ انہماک سے خدا تعالیٰ کی کرتے تھے۔ حضور نے اس سال مفتی سعودی کا خطبہ حج کا ذکر کیا جس میں انہوں نے کہا کہ جب حکام عدل و مساوات اور انصاف سے کام نہ لیں تو پھر فساد اور بگاڑ پیدا ہوتا ہے اور پھر جب حکام عوام کے حقوق نہ دیں پھر بھی فساد شروع ہو جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ مسلمان مسلمان کا اس وقت خون کر رہا ہے۔

آپ نے مسلمانوں کو تلقین کرتے ہوئے فرمایا کہ آپس میں لڑائی کٹائی اور قتل و غارت کرنے کی بجائے اتحاد پیدا کریں اور ایک دوسرے کے حقوق ادا کریں۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مزید وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ اتحاد اس وقت تک قائم نہیں ہو سکتا جب تک اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے امام زمانہ پر ایمان نہیں لایا جاتا۔ حضور نے فرمایا کہ مفتی مکہ نے تو ٹھیک کہا ہے کہ ہمیں اپنی حالتوں میں تغیر لانا چاہیئے لیکن یہ تغیر کیسے آئے گا۔ کاش وہ اس آسمانی آواز پر بھی کان دھریں جو اللہ تعالیٰ نے اس وقت بھیجی ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو قبول حق سے انکاری ہیں۔

حضور نے اس کا آسان طریقہ بھی بتایا کہ خدا تعالیٰ سے دعا کی جائے کہ اگر یہ مدعی خدا کی طرف سے سچا ہے تو ہمیں ہدایت عطا فرما اور اگر یہ لوگ صحیح نیت اور اخلاص سے دعا کریں گے تو اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت عطا فرمائے گا۔

حضور نے فرمایا جب وہ یہ طریق اختیار کریں گے تب جہاد کے حقیقی معنی پر بھی ان کو اطلاع ملے گی اور پھر وقت آئے گا کہ خدا تعالیٰ احمدیوں کے ذریعہ تمام لوگوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے جمع کرے گا۔

حضور نے تکالیف اور قربانیوں کا ذکر کرتے ہوئے جماعت احمدیہ کی تاریخ پر بھی روشنی ڈالی جو قربانیوں سے بھری پڑی ہے آپ نے فرمایا کہ جماعت کی تاریخ دیکھ لیں کہ مصائب اور تکالیف پر ہم نے ہمیشہ ہی صبر اور دعا سے کام لیا ہے اور جنگ نہیں کی کیونکہ مسیح اور امام مہدی کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دیا ہے وَیَضَعُ الْحَرْبَ کہ وہ جنگوں کا خاتمہ کرے گا۔ پس ہم احمدی ہی ہیں جو اس وقت اپنے نفوس اور اموال سے اور اوقات کی قربانی دین اسلام کی سربلندی کے لئے کر رہے ہیں اور یہ سب کچھ خدا تعالیٰ کے فضل سے گذشتہ 120 سالوں سے ہو رہا ہے۔

آپ نے مندرجہ بالا آیت کی مزید روشنی اور وضاحت فرمائی کہ یہ امتحان صرف اکیلے باپ یعنی حضرت ابراہیمؑ کا ہی نہ تھا۔ بلکہ ان کے بیٹے کا بھی تھا جب اس نے کہا کہ سَتَجِدُنِیۡۤ اِنۡ شَآءَ اللّٰہُ مِنَ الصّٰبِرِیۡنَ اور پھر دیکھ لیں کہ خدا تعالیٰ نے اس کا بدلہ کیا دیا کہ قرآن کریم میں فرمایا اِنَّا کَذٰلِکَ نَجۡزِی الۡمُحۡسِنِیۡنَ ﴿۴۵﴾ اس زمانے میں ذبح عظیم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ ظہور پذیر ہوا۔ جنہوں نے صبر م دعا اور وفا سے خدا کی راہ میں قربانیاں پیش کیں۔

حضور نے اس ضمن میں قرآنی آیت قُلۡ اِنَّ صَلَاتِیۡ وَنُسُکِیۡ وَمَحۡیَایَ وَمَمَاتِیۡ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ (الانعام:163) کی تشریح بھی فرمائی۔ پس یہ وہ ادراک ہے ذبح عظیم کا جو اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کو عطا فرمایا ہے اور دنیا کے سارے ممالک میں خواہ وہ پاکستان ہو، بنگلہ دیش، انڈونیشیا، ہندوستان یا افریقہ کے ممالک ہوں یا عرب ممالک ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

ویسٹ سائیڈ سٹوری نیوز پیپر نے اپنی اشاعت 17؍ نومبر 2011ء پر پہلے صفحہ پر ہماری خبر شائع کی۔ اس خبر کا عنوان ہے۔

''یوم آزادی کے موقع پر سیرالیون کے لئے سولر سسٹم اور پانی کی فراہمی کے لئے دو واٹر ویل کا اعلان''

اخبار نے ایک بڑی رنگین تصویر بھی ہیڈ لائن کے بعد پرنٹ کی ہے جس میں سیرالیون کے افریقن احباب دکھائے گئے ہیں جس کے نیچے لکھا ہے کہ سیرالیون کے خواتین اور مرد مسجد بیت الرحمان میری لینڈ میں سیرالیون کے یوم آزادی کے موقع پر تقاریر سن رہے ہیں۔ شاملین نے کھانے کو بھی بہت پسند کیا جو ان کی ضیافت کے لئے مسجد بیت الرحمان میں تیار کیا گیا تھا۔ جس میں پاکستانی اور سیرالیون کے کھانے شامل تھے۔ اس خبر کی تفصیل اس سے قبل دوسرے اخبارات کے حوالہ سے گزر چکی ہے۔

الاخبار نے اپنے انگریزی سیکشن میں 16؍ نومبر 2011ء میں صفحہ 21 پر دو تصاویر کے ساتھ ہماری عید الاضحیہ کی خبر شائع کی ہے۔ ایک تصویر میں خاکسار خطبہ عید الاضحیہ دے رہا ہے اور کچھ سامعین بھی نظر آرہے ہیں جب کہ دوسری تصویر مسجد بیت الحمید کی ہے اور باہر لوگ کھانا کھا رہے ہیں۔ اخبار نے خبر دیتے ہوئے لکھا کہ 6 نومبر کو مسجد بیت الحمید میں قریباً 700 مرد و خواتین اور بچے حج کے اختتام پر اپنی عید الاضحیہ منانے کے لئے اکٹھے ہوئے جس میں انہوں نے نماز پڑھی اور امام کا خطبہ سنا۔ اس سال 3 ملین لوگوں نے مکہ جا کر حج کیا اور اس عید کا تعلق بھی حج کی عبادات سے ہے۔ جن میں سب سے بڑی عبادت اللہ تعالیٰ کی توحید ہے اور حضرت ابراہیمؑ، حضرت اسماعیلؑ اور حضرت ہاجرہؓ کی قربانی ہے۔ ہر تین نے خدا کی خاطر اور اللہ تعالیٰ کی توحید کی خاطر قربانیاں پیش کیں۔

امام شمشاد نے خطبہ عید مسجد بیت الحمید میں دیا اور کہا کہ ہمیں اس اطاعت کا صحیح نمونہ پیش کرنا چاہیئے جو حضرت ابراہیمؑ، حضرت اسماعیلؑ اور حضرت ہاجرہؓ نے سکھائی۔ امام شمشاد نے مزید بیان کیا کہ سورہ حج کی آیات میں اللہ تعالیٰ نے نہ صرف مسلمانوں بلکہ یہودیوں اور عیسائیوں کا بھی ذکر کیا ہے کہ ان سب کے لئے حضرت ابراہیمؑ ایک رول ماڈل اور اسوہ تھے۔

امام شمشاد نے عید کے حوالہ سے مزید بتایا کہ مسلمانوں کو خدمت انسانیت بھی کرنی چاہیئے۔ اس موقعہ پر خصوصیت کے ساتھ غریب اور کمزور اور نادار لوگوں کا خیال رکھنا چاہیئے ان کی مدد کرنی چاہیئے اور صرف اس موقعہ پر ہی نہیں بلکہ خدمت انسانیت کے لئے ہر وقت چوکس اور بیدار رہنا چاہیئے۔ قرآن مجید کی آیت کا حوالہ دیتے ہوئے امام نے مزید بتایا کہ خدا تعالیٰ کو تو گوشت اور قربانیوں کا خون نہیں پہنچتا۔ صرف تقویٰ ہے جو کام آتا ہے۔

ایک اور پیغام جو اس عید میں پنہاں ہے اور جس کا نمونہ حضرت اسماعیلؑ ہیں وہ یہ ہے کہ بچوں کو والدین کی اطاعت سکھائی جائے اور اس رنگ میں تربیت کی بجائے کہ وہ اسلامی تعلیمات کا صحیح نمونہ بنیں اور تقویٰ اپنانے والے ہوں۔

پاکستان ایکسپریس نے اپنی اشاعت 18؍ نومبر 2011ء میں صفحہ 12 پر خاکسار کا ایک مضمون بعنوان ''مصطفیٰ پر تیرا بے حد ہو سلام و رحمت'' خاکسار کی تصویر کے ساتھ شائع کیا۔ اس مضمون میں خاکسار نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام جو قرآن مجید میں بیان ہوا۔ قُلۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوۡنِیۡ یُحۡبِبۡکُمُ اللّٰہُ (آل عمران:32) سے آپ سے محبت کرنے اور پھر خدا تعالیٰ کا محبوب بننے کی طرف توجہ دلائی۔ نیز حضرت عائشہؓ کے قول کان خلقه القرآن اور وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیۡمٍ ﴿۵﴾ کا مضمون بیان کیا۔ یہ حدیث بھی اس مضمون میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ایمان والوں میں کامل ایمان والا وہ شخص ہے جس کے اخلاق سب سے اچھے ہوں اور تم میں سے وہ لوگ سب سے بہتر ہیں جو کہ اپنی بیویوں کے ساتھ سب سے اچھے ہوں۔

اسی طرح یہ حدیث بھی بیان کی گئی ہے کہ ''جو شخص اپنے مسلمان بھائی کو خوش کرنے کے لئے اس طرح ملتا ہے جس طرح اللہ تعالیٰ کو پسند ہے (یعنی خندہ پیشانی سے) تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے خوش کر دیں گے''۔

بقیہ صفحہ 9 پر

سید طفیل احمد شہباز۔ مربی سلسلہ نشرو اشاعت قادیان

توہین رسالت کی سزا قتل۔ درست یا غلط

حضرت مسیح موعودؑ نیز خلفائے احمدیت کے ارشادات و عملی اقدامات کی روشنی میں

اسلام دین فطرت ہے اور قرآن کریم عین انسانی فطرت کے مطابق تعلیم دیتا ہے رسول کریم ﷺ کا اسوہ اس پر شاہد ہے آپؐ نے کوئی ایک حکم بھی ایسا نہیں دیا جسے انسانی فطرت قبول نہ کرتی ہو۔ اس بات میں کوئی شک نہیں کہ دشمنانِ اسلام ہمیشہ ہی اسلام کی حسین تعلیم پر اعتراض کرتے چلے آئے ہیں اور ہمیشہ یہ کوشش کرتے رہے ہیں کہ کسی نہ کسی ضعیف یا محرف و مبدل روایت کا سہارا لے کر اسلام پر حملہ آور ہوں اور اسلام کو بدنام کریں۔ اس بات میں بھی کوئی شک نہیں کہ بعض علماء اسلام نے بھی بعض ضعیف روایات کو لے کر اسے اسلامی تعلیمات کے رنگ میں پیش کیا اور بعض مستشرقین کے خیالات سے متاثر ہو کر ان کی بیان کردہ روایات اور واقعات کو اپنی کتب اور تفاسیر میں جگہ دی پھر وہی روایات اور واقعات اسلامی تاریخ کا حصہ بن گئے۔ آگے چل کر یہی واقعات دورِ حاضر میں علمائے اسلام کی جانب سے لکھی جانے والی کتب کا حصہ بن گئے اور اسلام کی حسین تعلیم پر اپنے بدنما داغ چھوڑ گئے جس سے دشمنان اسلام کو اسلام کی حسین تعلیم پر اعتراض کرنے کا خوب موقعہ حاصل ہوا۔

دیکھا جائے تو پاکستان میں توہین رسالت کی سزا کے لئے دفعہ 295-C کا اضافہ بھی ایسی ہی بے بنیاد اور وضعی روایات کا نتیجہ ہے جس کی اصل قرآن مجید میں موجود نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ توہین رسالت کرنے والے اور شاتم رسول کی سزا قتل کے نظریہ کے پیش نظر بہت سی کتب لکھی گئی ہیں۔ سب سے اہم کتاب جس کے حوالے اکثر علماء اپنی کتب میں پیش کرتے ہیں وہ امام ابن تیمیہؒ کی کتاب ''الصارم المسلول علیٰ شاتم الرسول'' ہے ایک کتاب ''شاتم رسول ﷺ کی شرعی سزا'' تالیف پیر زادہ شفیق الرحمٰن شاہ الدّراوی صاحب کی ہے۔ ایک کتاب ''تحفّظ ناموسِ رسالت'' کے عنوان سے شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری صاحب کی طرف سے لکھی ہوئی ہے اسی طرح ایک کتاب ''شانِ مصطفیٰ ﷺ اور گستاخِ رسول کی سزا'' کے عنوان سے جناب قادری محمد یعقوب شیخ صاحب کی طرف سے تصنیف شدہ ہے۔ ان کے علاوہ اور بھی بہت سی کتب اس مضمون پر شائع شدہ ہیں ان کتب کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ان تمام مصنفین کا موقف ایک ہی ہے اور ایک ہی طرح کے حوالے انہوں نے پیش کئے ہیں اور ایک ہی نظریہ کو پیش کیا ہے اور ان تمام مصنفین نے امام ابن تیمیہ کی کتاب کو بنیاد بنایا ہے۔ اس عنوان پر لکھنے والوں نے اس بات پر بہت زور دیا ہے کہ شاتم رسول ﷺ اور توہین رسالت کرنے والوں کی سزا لازمی طور پر قتل ہے۔ اسی لئے غالباً انہیں کتب کو بنیاد بنا کر اور ایسے علماء کے فتوؤں کا سہارا لے کر حکومتِ پاکستان نے تعزیرات پاکستان میں توہین رسالت کرنے والے اور شاتم رسول کے لئے قتل کی سزا رکھی ہے اور دفعہ 295-C کا اضافہ کیا گیا۔

قرآن کریم میں تمام انبیاء پر ایمان لانا ضروری قرار دیا گیا ہے اور کسی مسلمان کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ کسی ایک نبی کا بھی انکار کرے۔ اسی طرح کسی نبی کے درمیان اس پر ایمان لانے اور اس کی تکریم کرنے کے لحاظ سے تفریق نہیں کی جاسکتی۔ ہاں یہ بات اپنی جگہ ہے کہ انبیاء کو ان کے مرتبہ اور مقام کے لحاظ سے ایک دوسرے پر فضیلت دی گئی ہے۔ جہاں تک ایک دوسرے پر فضیلت کی بات ہے تو اس سلسلہ میں اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں بیان فرماتا ہے:

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ۘ مِنْهُمْ مَّنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ

(البقرہ:254)

یعنی: یہ رسول ہیں جن میں سے ہم نے بعض کو بعض پر فضیلت بخشی تھی اور ان میں سے بعض ایسے ہیں جن سے اللہ نے کلام کیا اور اس میں سے بعض کے درجات بلند کئے۔

اس سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ انبیاء باوجود اس کے کہ درجات کے لحاظ سے بعض بعض پر فضیلت تو رکھتے ہیں لیکن عزّت و تکریم کے لحاظ سے ناموس کے لحاظ سے سب برابر ہیں اور جب بھی ناموس رسالت کی بات آئے گی تو قرآن کریم کی تعلیم کے مطابق کسی ایک نبی کے ناموس کی بات نہیں آئے گی بلکہ تمام انبیاء کی ناموس کا خیال رکھنا ہوگا، قرآن کریم ہمیں یہی حکم دیتا ہے اور یہی قرآن کریم کی کاملیت اور افضلیت کا ثبوت ہے۔

نیز فرماتا ہے:

يٰحَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ ۚ مَا يَأْتِيْهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۳۱﴾

(یٰس:31)

یعنی۔ ہائے افسوس (انکار کی طرف مائل) بندوں پر جب کبھی بھی ان کے پاس کوئی رسول آتا ہے وہ اس کو حقارت کی نظر سے دیکھنے لگ جاتے ہیں (اور تمسخر کرنے لگتے ہیں)۔

ان آیات سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ جب بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے نبی اور رسول دنیا میں آتے ہیں ان کے ساتھ اس زمانہ کے لوگ ہمیشہ ہی ہنسی ٹھٹھا اور مذاق کرتے ہیں اور ان کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور وہ لوگ جو ان انبیاء پر ایمان نہیں لاتے وہ ہمیشہ ہی ان سے ایسا ہی سلوک کرتے چلے جاتے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے انبیاء کبھی بھی ایسے لوگوں پر تیش میں نہیں آتے اور انہیں برا بھلا نہیں کہتے بلکہ وہ اس کام میں ہمیشہ لگے رہتے ہیں جس کا ان کو خدا تعالیٰ کی طرف سے حکم دیا جاتا ہے۔

ہر نبی کے دور میں نبی کے دشمن بھی پیدا ہوتے رہے ہیں لیکن کسی بھی نبی نے ان کی ہنسی اور دشمنی کا بدلہ ہنسی اور دشمنی کر کے نہیں دیا بلکہ ان کو انجام تک پہنچانے کے لئے اللہ کے حضور ہی چھوڑ دیا کہ وہ خود ہی ان لوگوں سے نپٹ لے اور ایسا ہی ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ایسا کرنے والوں کو خود ہی پکڑ لیا اور وہ لوگ عبرتناک انجام تک پہنچے۔

اس زمانے میں عیسائی مشنریز تو اسلام کے خلاف کام کر ہی رہے تھے، ان کی دیکھا دیکھی آریہ سماج نے بھی جو کہ ہندوؤں کی ایک شاخ ہے، اسلام اور آنحضرت ﷺ کے خلاف زہر اگلنا شروع کر دیا۔ آریہ سماجی پنڈت دیانند نے ایک کتاب ستیارتھ پرکاش لکھی جس میں چودھواں ادھیائے (Chapter) اسلام کے خلاف لکھا جس میں قرآن کریم کی آیات کو لے کر ان کے غلط مفہوم کو بیان کر کے اسلام اور حضرت محمد مصطفیٰؐ پر شدید حملے کئے گئے تھے۔ اس کے علاوہ اور بھی بہت سی کتب شائع ہو کر منظر عام پر آچکی تھیں۔

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے موجودہ دور میں ناموسِ رسالت پر حملہ کرنے والوں کا جس طریق سے جواب دیا اس کی کوئی دوسری مثال پیش نہیں کی جاسکتی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے توہین رسالت کرنے والوں کو اسی طریق سے جواب دیا جس طریق سے انہوں نے اسلام اور آنحضرت ﷺ کی شان پر حملہ کیا تھا۔

توہین رسالت کرنے والوں کو جواب دینے کا یہی وہ اصول ہے جو خود رسول کریم ﷺ نے بھی اختیار فرمایا۔ کعب بن اشرف نے جب رسول کریم ﷺ اور اسلام کے خلاف ہجو پر مبنی اشعار کہے تو آپ نے اس کا جواب دینے کے لئے حضرت حسان بن ثابتؓ کو بلایا اور فرمایا کہ کعب کے ان اشعار کا جواب دیں تو حضرت حسان بن ثابتؓ نے ان اشعار کا جواب اشعار ہی میں دیا۔

حضرت مسیح موعودؑ کا پنڈتوں اور پادریوں سے مقابلہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے توہین رسالت کرنے والے پنڈتوں اور پادریوں کو قرآنی تعلیم کے مطابق ہی دعوت دی اور عدل اور انصاف کے تقاضے پورے کرتے ہوئے اُسے اُسی میدان میں بلایا جس میدان میں یہ شخص کھڑا ہو کر توہین رسالت کرتا تھا۔ آخر اللہ تعالیٰ نے حضرت محمدؐ کے اس فتح نصیب جرنیل کے ذریعہ سے وہ عزت بخشی جس کے آپؐ ہی حقدار تھے اور توہین رسالت کرنے والے کو ذلت اور رسوائی کا منہ دیکھنا پڑا۔

آپؑ نے ایسے لوگوں کی توہین کا جواب، قرآن کریم کے اسلوب اور رسول کریم ﷺ کی سنّت کے مطابق دیا اور ہر میدان میں انہیں چیلنج کیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے توہین کرنے والوں کا مقابلہ کر کے انہیں ہر میدان میں شکست فاش دیکر مسلمانوں کو سمجھایا کہ آئندہ جب بھی کوئی بدباطن دریدہ دہن اور عقل کا اندھا ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰؐ کے خلاف زبان درازی کرے تو کیسے جواب دیا جانا چاہئے۔

آپؑ فرماتے ہیں:

''اس زمانہ میں جو کچھ دین اسلام اور رسول کریم ﷺ کی توہین کی گئی اور جس قدر شریعت ربانی پر حملے ہوئے اور جس طور سے ارتداد اور الحاد کا دروازہ کھلا۔ کیا اس کی نظیر کسی دوسرے زمانہ میں بھی مل سکتی ہے؟ کیا یہ سچ نہیں کہ تھوڑے ہی عرصہ میں اس ملک ہند میں ایک لاکھ کے قریب لوگوں نے عیسائی مذہب اختیار کر لیا اور چھ کروڑ اور کسی قدر زیادہ اسلام کے مخالف کتابیں تالیف ہوئیں اور بڑے بڑے شریف خاندان کے لوگ اپنے پاک مذہب کو کھو بیٹھے یہاں تک کہ وہ جو آلِ رسولؐ کہلاتے تھے وہ عیسائیت کا جامہ پہن کر دشمن رسول بن گئے اور اس قدر بدگوئی اور اہانت اور دشنام دہی کی کتابیں نبی کریم ﷺ کے حق میں چھاپی گئیں اور شائع کی گئیں کہ جن کے سننے سے بدن پر لرزہ پڑتا ہے اور دل رو رو کر یہ گواہی دیتا ہے کہ اگر یہ لوگ ہمارے بچوں کو ہماری آنکھوں کے سامنے قتل کرتے اور ہمارے جانی اور دلی عزیزوں کو جو دنیا کے عزیز ہیں ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالتے اور ہمیں بڑی ذلت سے جان سے مارتے اور ہمارے تمام اموال پر قبضہ کر لیتے تو واللہ ثم واللہ ہمیں رنج نہ ہوتا اور اس قدر کبھی دل نہ دکھتا جو ان گالیوں اور اس توہین سے جو ہمارے رسول کریم کی کی گئی دکھا۔''

(آئینہ کمالاتِ اسلام، روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 50-51)

نیز ایک مقام پر فرماتے ہیں:

''میرے دل کو کسی چیز نے اتنی تکلیف نہیں دی جتنی ان دشمنوں کے

حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے استہزا کرنے نے دی ہے۔ خدا کی قسم اگر میرے سارے لڑکے اور اولاد اور پوتے میری آنکھوں کے سامنے قتل کر دیے جائیں اور میرے ہاتھ اور پاؤں کاٹ دیے جائیں اور میری آنکھیں نکال دی جائیں اور مجھے میرے تمام مرادوں اور معین و مددگاروں سے محروم کر دیا جائے تو تب بھی یہ تمام امور مجھ پر اُن کے آپؐ سے استہزا سے زیادہ گراں نہیں۔''

(آئینہ کمالات اسلام ترجمہ عربی عبارت، روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 15)

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ''فصل الخطاب'' عیسائیوں کے بالمقابل حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی ایماء پر لکھی۔ مختصر تفصیل یوں ہے کہ ایک حافظ صاحب نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ملاقات پادری تھامس ٹاول سے کروائی جو کہ ایک انگریز تھا۔ آپؓ اس پادری کے سامنے شیر خدا بن کر کھڑے ہوگئے اور اسے کہا کہ اس نے اسلام پر جو بھی اعتراض کرنا ہے کرے میں اس کا جواب دوں گا۔ اس پر اس پادری نے آپؓ سے لکھ کر سوال کئے جس کا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لکھ کر ہی جواب دیا جو چار جلدوں پر مشتمل تھا۔ آپ کا دیا ہوا یہی جواب بعد میں ''فصل الخطاب'' کے نام سے شائع ہوا۔

حضرت مصلح موعودؓ کا اسلوب دفاع

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رنگیلا رسول اور رسالہ ورتمان میں حضرت رسول کریم ﷺ کی تضحیک پر جماعت احمدیہ کا دفاع فرمایا۔ آپ نے ایک پوسٹر شائع کیا جس میں مسلمانوں کو بیدار ہونے کی اپیل کی گئی تھی۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام پر مسلمانوں اور عیسائیوں کے حملوں اور بدزبانیوں کے پیش نظر تمام مسلمانوں اور اپنی جماعت کے افراد کو ان کا جواب دینے کی طرف توجہ دلائی اور مسلمانان ہند کو تین باتوں پر عمل کرنے کی طرف توجہ دلائی۔

1. دشمن کے مقابلہ کے وقت ہم آپس میں متحد ہو جائیں اور ایک دوسرے کے مددگار بن جائیں۔
2. مسلمان اپنے ماحول کے حالات سے باخبر رہیں اور جس جگہ وہ ہندوؤں کے حملہ کا دفاع نہیں کر سکتے وہ ہمیں اطلاع دیں۔ ہم اپنے آدمی بھیج دیں گے۔
3. جہاں جہاں آریوں اور عیسائیوں کا زور ہو، وہاں مسلمان تبلیغی جلسے کر کے ہمارے واعظ بلوائیں۔

اس اعلان کے بعد مسلمانوں نے اپنے جلسوں میں احمدی واعظین کو بلانا شروع کیا اور احمدی واعظین بھی بلا تامل ہر جگہ پہنچ جاتے جہاں نہیں بلایا جاتا۔ اس طرح پورے ہندوستان میں ایک شور برپا ہوگیا۔ اس پوسٹر کے شائع ہو جانے پر پورے ملک کے مسلمانوں میں رسول کریم ﷺ کے تئیں ایک جذبہ اور جوش پیدا ہو گیا اور حکومت کو بڑی کوشش سے امن قائم کرنا پڑا اس پر حکومت نے ''ورتمان'' کا وہ پرچہ ضبط کیا اور اس کے ایڈیٹر اور مضمون نگار پر مقدمہ چلانے کا فیصلہ کیا۔ اسی طرح ''رنگیلا رسول'' کے مصنف راجپال پر بھی مقدمہ چلایا گیا۔ اسی طرح شدھی تحریک میں بے مثال کام کیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کا اسلوب دفاع

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے دور خلافت میں بین الاقوامی کسر صلیب کانفرنس کے انعقاد کا اعلان ہوا۔ اس کانفرنس میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے بڑے پیارے انداز میں اسلام کی حقانیت ثابت کرتے ہوئے حضرت مسیحؑ کی صلیبی موت سے نجات اور کفن مسیح پر مذہبی اور تاریخی رنگ میں روشنی ڈالی۔

آپ نے اس کانفرنس میں تمام دنیا کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

''میں آپ کو محمد ﷺ کی پیروی کے لئے بلاتا ہوں۔ وہ راہیں جن پر چل کر آپؐ نے اپنے رب کو پایا اور جس کے نتیجہ میں آپؐ کو دونوں جہان کی نعمتیں ملیں ان پر آج بھی آپ کے قدموں کے نشان موجود ہیں۔ ان نقوش پا کی پیروی کریں۔ اگر آپ ایسا کریں گے تو آپ خدا کی محبت جیتنے والے ہوںگے اور آپ اس کی وہ آواز سننے والے ہوں گے جو آپ کو تسلی دے گی۔ ''جے توں میرا ہو رہیں سب جگ تیرا ہو'' اس فانی دنیا کی غیر حقیقی خوشیوں اور مسرتوں کا مقابلہ خدا کی محبت سے نہیں کیا جا سکتا۔ میں آپ کو دعوت دیتا ہوں کہ آپ خدا کی محبت کے حصول کے لئے کوشاں ہوں۔ وہ دروازہ صدیوں سے لاکھوں دستک دینے والوں کے لئے کھولا جاتا رہا ہے۔ آپ کیوں مایوس ہوتے ہیں کہ یہ آپ کے لئے کھولا نہ جائے گا۔ آگے آئیں! اور مسیح موعود کے جانشین کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اسلام قبول کریں کیونکہ اسلام میں ہی آپ کی اور آپ کی آنے والی نسلوں کی بھلائی ہے۔ اگر آپ اس آواز پر دھیان نہ دیں گے تو ایک خطرناک تباہی آپ کی منتظر ہے۔ وہی تباہی جس کے متعلق آج سے گیارہ سال قبل میں نے آپ کو خبردار کیا تھا۔''

(ضمیمہ خالد جون 1978ء صفحہ 32)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے مبارک دورِ خلافت میں ناموسِ رسالت کے حملوں کا دفاع

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے سلمان رشدی کی کتاب Satanic Verses کا دندان شکن جواب دیا۔ حضور انورؒ نے مسلمانوں کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ ایسے مواقع پر مسلمانوں کی طرف سے جس قسم کا ردعمل ظاہر کیا جاتا ہے وہ غیر اسلامی ہے مسلمانوں کو ایسے وقت میں صبر وتحمل کا مظاہرہ کرنا چاہئے اور اس پر ردعمل اس صورت میں ظاہر ہونا چاہئے جو صحیح اور درست طریق ہے کہ ہم رسول کریم ﷺ کی سیرت کے ہر پہلو کو دنیا والوں کے سامنے رکھیں اور آپؐ کی حسین تعلیم کو دنیا والوں کو بتائیں تا ہر شخص رسول کریم ﷺ کی اصل اور حقیقی تعلیم سے واقف ہو سکے اور ایسی غلط روایات کی بیخ کنی کی جائے جو اسلامی تعلیمات کے خلاف ہیں۔ اسی طرح اس کتاب کا جواب تیار کیا جانا چاہئے پھر اسے ہر شخص تک پہنچانے کا انتظام کیا جائے۔ اس کے علاوہ آپ نے فرمایا کہ ہمیں چاہئے کہ ہم لوگ رسول کریم ﷺ پر کثرت سے درود بھیجیں۔ اسی طرح آپؒ نے فرمایا کہ مسلمانوں کے اس غلط ردعمل سے جو اختیار کیا گیا ہے اس کتاب کو مزید شہرت حاصل ہوئی ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

''میں احمدیوں کو اب یہ تلقین کرتا ہوں کہ صورت حال کے تجزیہ کے نتیجہ میں وہ ایسی موثر اور دیرپا کارروائی کریں جو آئندہ نسلوں تک پھیل جائے۔ اگلی صدی، اُس سے اگلی صدی۔ اُس سے اگلی صدی۔ اب یہ ایک صدی کا معاملہ نہیں ہے۔ محمد مصطفیٰ ﷺ کا سارا زمانہ غلام ہے اپنے پہلے زمانے کے بھی وہ بادشاہ تھے اور آئندہ زمانوں کے بھی وہی بادشاہ ہیں اس لئے ہمیشہ کے لئے جماعت احمدیہ ایسی کوشش میں وقف ہو جائے جس کے نتیجہ میں دشمن کے ہر ناپاک حملے کو ناکام بنایا جائے۔ پس میں جماعت کی ان نسلوں کو خصوصیت سے مخاطب ہوں جو ان ملکوں میں پیدا ہوئے ہیں۔۔۔ جہاں جہاں بھی احمدی خدا کے فضل سے موجود ہیں اور مقامی طور پر ایسی پرورش انہوں نے پائی ہے اور ایسی تعلیم حاصل کی ہے کہ اس ملک کے اہل زبان شمار کئے جا سکتے ہیں۔ ان کو محمد مصطفیٰ ﷺ کے لئے وقف ہو جانا چاہئے اور اس نیت سے ادب اور کلام پر دسترس حاصل کرنی چاہئے اور قادر الکلام بننا چاہئے کہ خود انہی کے ہتھیاروں سے انہی کے انداز سے ہم ان کے متعلق جوابی کارروائی کریں اور اسلام کا دفاع کریں گے اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے تقدس کی حفاظت کریں گے۔''

اسی طرح حضورؒ نے اس کتاب کا مکمل جائزہ لینے کے لئے ایک بورڈ بھی قائم کرنے کا اعلان فرمایا۔ اس کتاب کا جواب بھی شائع کیا گیا جسے مکرم ارشد احمدی صاحب نے تیار کیا تھا۔

(پورے مضمون کے لئے دیکھیں خطبات طاہر جلد 8 صفحہ 111-132)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے مبارک دورِ خلافت میں ناموسِ رسالت کے حملوں کا دفاع

اسلام کے دشمنوں کا ہمیشہ سے یہ طریق رہا ہے کہ وہ مختلف پیرایہ میں اسلام اور رسول پاک ﷺ پر حملے کرتے رہے ہیں۔ زمانہ کے ساتھ ساتھ ان کے حملوں کا طریق بھی بدلتا رہا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے دور میں اسلام اور رسول مقبول ﷺ کی توہین کا ایک نیا طریق سامنے آیا وہ اس طرح کہ ڈنمارک کے اخبارات میں آنحضرت ﷺ کے حوالے سے توہین آمیز خاکوں کی اشاعت کی گئی۔ ان خاکوں کا شائع ہونا تھا کہ یہ خبر جنگل کی آگ کی طرح ساری دنیا میں پھیل گئی اور مسلمانوں نے اس کے خلاف سخت احتجاج کیا۔ مسلم ممالک میں فسادات پھوٹ پڑے۔ ہر ملک میں ڈنمارک کی ایمبیسیوں پر حملے ہونے لگے املاک جلائی گئیں جلوس نکالے گئے۔ اسی طرح ڈنمارک کی بنی ہوئی چیزوں کا بائیکاٹ کیا گیا۔ لیکن کسی نے بھی وہ راہ اختیار نہ کی جس سے اسلام کی صحیح اور حقیقی تعلیم دنیا والوں تک پہنچتی۔ مسلمانوں کے اس رویہ سے اسلام کو اور نقصان پہنچا اور یہ پیغام دنیا والوں کو پہنچا کہ اسلام دہشت گردی کا مذہب ہے۔ اسلام دشمن طاقتیں یہی بات دنیا والوں کے سامنے پیش کرنا چاہتی تھیں۔ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ اسلام کا اصلی چہرہ دنیا والوں کے سامنے پیش کیا جاتا جو کہ رسول مقبول ﷺ کی حسین سیرت کو پیش کر کے دکھایا جا سکتا تھا یہ وہ موقعہ تھا کہ اسلام کی صبر کی تعلیم پر عمل کیا جاتا اور دشمن اسلام کو آنحضرت ﷺ کی تعلیمات و قرآن کریم کی تعلیمات کو پیش کر کے رسول کریم ﷺ کی زندگی کے واقعات پیش کئے جاتے کہ آپ ﷺ نے دشمنوں کے ایسے سلوک پر کیا نمونہ پیش کیا۔ لیکن افسوس کہ ایسا کرنے کی جماعت احمدیہ کے سوا کسی اور کو توفیق نصیب نہیں ہوئی۔

حضور انور ایدہ اللہ نے اپنے خطبات کے ذریعہ ایسے موقعہ پر ناموس رسالت پر حملوں کے دفاع کے طریق سمجھاتے ہوئے فرمایا کہ:

''ہمارا ردعمل ہمیشہ ایسا ہوتا ہے اور ہونا چاہئے جس سے آنحضرت ﷺ کی تعلیم اور اسوہ نکھر کر سامنے آئے۔ قرآن کریم کی تعلیم نکھر کر سامنے آئے۔ آنحضرت ﷺ کی ذات پر ناپاک حملے دیکھ کر بجائے تخریبی کارروائیاں کرنے کے اللہ تعالیٰ کے حضور جھکتے ہوئے اس سے مدد مانگنے والے ہم بنتے ہیں'' اس کے بعد آپ نے عبداللہ آتھم اور پنڈت لیکھرام کی مثالیں بیان فرمائیں کہ یہ کس طرح اسلام اور رسول

پاک ﷺ پر حملے کیا کرتے تھے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پہلے تو ان لوگوں کو سمجھایا کہ وہ ایسی حرکتوں سے باز آجائیں لیکن جب وہ اپنی شوخی میں بہت بڑھ گئے تو آپ نے ان کی بدزبانیوں کے مقابلہ پر اللہ تعالیٰ سے دعا کرکے اس سے مدد چاہی اور اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کو عبرت کا نشان بناتے ہوئے پکڑا۔حضور انور نے فرمایا کہ یہ وہ اسلوب ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں سمجھائے ہیں۔حضور انور ایدہ اللہ نے یہ بات بھی بیان فرمائی کہ اس موقعہ پر بھی ہمارا ردِّعمل اسی طرح کا ہے کہ جماعت کسی ایجیٹیشن میں حصہ نہیں لیتی البتہ ہمارے ایک مبلغ نے اس اخبار کے لئے جس میں یہ کارٹون شائع کئے گئے تھے ایک تفصیلی مضمون لکھا اور اسے بھجوایا اور کارٹون کی اشاعت پر احتجاج کیا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم کے بارے میں لکھا کہ ہم جلوس وغیرہ میں حصہ نہیں لیتے لیکن ہم قلم کے جہاد میں یقین رکھتے ہیں اور اسے بتایا کہ ضمیر کی آزادی کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ کسی کی دلآزاری کی جائے۔چنانچہ اخبار نے یہ مضمون شائع بھی کیا جس کا مثبت ردِّعمل ظاہر ہوا۔اس کے ساتھ ہی حضور انور نے یہ بھی ہدایت فرمائی کہ مضامین لکھنے والے رسول کریم ﷺ کی سیرت کے مختلف پہلوؤں کو اجاگر کریں تاکہ عوام الناس رسول پاک ﷺ کی اصل سیرت سے روشناس ہوسکیں۔

(دیکھیں خطبات مسرور جلد 4 صفحہ 75-88)

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے 24؍فروری 2006ء کے اپنے خطبہ میں بھی مسلمانوں اور افراد جماعت کو ان کارٹونوں کے سلسلہ میں ہدایات فرمائیں۔آپ نے فرمایا کہ مسلمان ممالک کی طرف سے انفرادی بھی اور اجتماعی بھی ردِّعمل آرہا ہے اور یہ ممالک یہ بات کہہ رہے ہیں کہ مغربی ممالک پر دباؤ ڈالا جائے کہ وہ معافی مانگیں اور اس بات پر بھی زور ڈالا جائے کہ ایک ایسا قانون پاس کیا جائے تاکہ آزادیٔ صحافت اور آزادیٔ ضمیر کے نام پر انبیاء تک نہ پہنچا جائے۔کیونکہ اگر اس سے باز نہ آئے تو دنیا میں امن کی ضمانت نہیں دی جاسکتی۔آپ نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ اسلامی ممالک کو اتنی مضبوطی دے اور اس کی توفیق بھی عطا کرے۔اس کے ساتھ ہی ایک ایرانی اخبار کے غیر اسلامی ردِّعمل کا بھی ذکر فرمایا جس میں اس نے کہا ہے کہ ہم جنگ عظیم دوم کے موقعہ پر یہود پر ہوئے مظالم پر کارٹونوں کا اخبارات میں مقابلہ کروائیں گے۔جس پر کارٹون شائع کرنے والے اخبار نے اسے برا مناتے ہوئے لکھا ہے کہ ہم اس میں حصہ نہیں لیں گے۔حالانکہ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ وہ اپنی غلطی کا اقرار کرتے اور یہ کہتے کہ ہم ایسا کوئی کام نہیں کریں گے جس سے دنیا میں فساد کی فضا قائم ہوتی ہے اور ہمیں چاہئے کہ ہم کسی بھی نبی اور بانی مذہب کے بارے میں ایسا کام نہ کریں۔نیز حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ ہمیں ایسا کوئی بھی کام نہیں کرنا چاہئے جس سے غیروں کو حضور اکرم ﷺ کی ذات پر توہین آمیز حملے کرنے کا موقعہ مل سکے۔آپ نے فرمایا کہ ایسے موقعہ پر ہمیں جری اللہ کے پیچھے کھڑا ہونا ضروری ہے جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ:

’’یہ زمانہ کیسا مبارک زمانہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے ان پُرآشوب دنوں میں محض اپنے فضل سے آنحضرت ﷺ کی عظمت کے اظہار کے لئے یہ مبارک ارادہ فرمایا کہ غیب سے اسلام کی نصرت کا انتظام فرمایا اور ایک سلسلہ کو قائم کیا۔میں ان لوگوں سے پوچھنا چاہتا ہوں جو اپنے دل میں اسلام کے لئے ایک درد رکھتے ہیں اور اس کی عزت اور وقعت ان کے دلوں میں ہے وہ بتائیں کہ کیا کوئی زمانہ اس سے بڑھ کر اسلام پر گزرا ہے جس میں اس قدر سبّ وشتم اور توہین آنحضرت ﷺ کی کی گئی ہو اور قرآن شریف کی ہتک ہوئی ہو؟ پھر مجھے مسلمانوں کی حالت پر سخت افسوس اور دلی رنج ہوتا ہے اور بعض وقت میں اس درد سے بے قرار ہو جاتا ہوں کہ ان میں اتنی حس بھی باقی نہ رہی کہ اس بے عزتی کو محسوس کرلیں۔کیا آنحضرت ﷺ کی کچھ بھی عزت اللہ تعالیٰ کو منظور نہ تھی جو اس قدر سبّ وشتم پر بھی وہ کوئی آسمانی سلسلہ قائم نہ کرتا اور ان مخالفین اسلام کے منہ بند کرکے آپ کی عظمت اور پاکیزگی کو دنیا میں پھیلاتا۔جب کہ خود اللہ تعالیٰ اور اس کے ملائکہ آنحضرت ﷺ پر درود بھیجتے ہیں کہ اس توہین کے وقت میں اس صلوٰۃ کا اظہار کس قدر ضروری ہے اور اس کا ظہور اللہ تعالیٰ نے اس سلسلے کی صورت میں کیا ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 8-9)

جماعت احمدیہ ڈنمارک نے لوکل سطح پر بھی اپنا ردِّعمل ظاہر کیا۔مکرم نعمت اللہ بشارت صاحب نے ایک احمدی دوست مکرم خرم جمیل صاحب کی معاونت سے ڈینش زبان میں ایک مضمون تیار کرکے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں بغرض راہنمائی بھجوایا۔حضور کی ہدایت پر یہ احتجاجی مضمون اشاعت کے لئے اخبار کو بھیجا گیا جو یولینڈ پوسٹن میں 13؍اکتوبر 2005ء کے صفحہ 7 پر شائع ہوا۔اس کے علاوہ مؤرخہ 21؍نومبر 2005ء کو جماعت احمدیہ ڈنمارک کے دو رکنی وفد نے وزیر مملکت برائے پناہ گزین،غیر ملکی اور امیگریشن Miss Rikke Hveisht سے ملاقات کرکے جماعت کے موقف سے آگاہ کیا۔اسی طرح ڈینش جرنلسٹ یونین کی میٹنگ میں بھی جماعت احمدیہ کے وفد نے شرکت کرکے اپنا موقف ان کے سامنے پیش کرتے ہوئے فرمایا:

’’ڈنمارک کا قانون آزادیٔ ضمیر کی اجازت دیتا ہے مگر اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ دوسروں کے مذہبی راہنماؤں اور قابل تکریم ہستیوں کی ہتک کی جائے۔اس معاشرہ میں جہاں مسلمان اور عیسائی اکٹھے رہ رہے ہیں وہاں ایک دوسرے کے جذبات کا خیال رکھنا بھی ضروری ہے۔اگر ایسا نہیں کیا جاتا تو امن قائم نہیں ہوسکتا نیز اسلامی تعلیمات کی روشنی میں انہیں بتایا کہ اسلام آزادیٔ ضمیر کی اجازت دیتا ہے مگر اس سے کچھ ذمہ داریاں بھی عائد ہوتی ہیں۔‘‘

اس کے علاوہ 2؍دسمبر کو TV2 کے نمائندگان نے مشن ہاؤس آکر مکرم نعمت اللہ بشارت صاحب کا انٹرویو لیا جس میں خاکوں کی اشاعت پر پُرزور احتجاج کیا گیا۔جبکہ 9؍جنوری 2006ء کو جماعت احمدیہ کی طرف سے ایک پریس ریلیز بھی جاری کی گئی۔

(دیکھیں الفضل انٹرنیشنل 21؍اپریل 2006ء)

ڈینش کارٹونوں کی ایک بار پھر اشاعت اور جماعت احمدیہ کا احتجاج

سنہ 2008ء میں ایک بار پھر ڈینش اخبارات میں آنحضرت ﷺ کے خاکے طبع ہوئے جس سے ایک بار پھر احمدیوں کے دل چھلنی ہو گئے۔اس کی دوبارہ اشاعت پر بہانہ یہ بنایا گیا کہ ہم بدلہ لے رہے ہیں کہ پولیس نے تین آدمیوں کو گرفتار کیا ہے جو ایک کارٹون بنانے والے کو مارنا چاہتے تھے۔اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے 15؍فروری 2008ء کو خطبہ ارشاد فرمایا۔آپ نے فرمایا ہمارا فرض تھا کہ ہم ان کو سمجھاتے سو ہم نے انہیں سمجھایا لیکن یہ ہمارے دل دکھانے سے باز نہیں آتے اب ہمارا کام ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے سامنے جھکیں اور پہلے سے بڑھ کر اس رسول کے پاک اسوہ کو قائم کرنے کی اور اپنی زندگیوں پر لاگو کرنے کی کوشش کریں اور پہلے سے بڑھ کر ہم رسول پاک ﷺ پر درود بھیجیں۔اللہ تعالیٰ سب قدرتوں کا مالک ہے وہ خود اپنی قدرت دکھائے گا۔نیز آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک اقتباس پیش فرمایا کہ:

’’مسلمان وہ قوم ہے جو اپنے نبی کریمؐ کی عزت کے لئے جان دیتے ہیں اور وہ اس بے عزتی سے مرنا بہتر سمجھتے ہیں کہ ایسے شخص سے دلی صفائی کریں اور ان کے دوست بن جائیں جن کا کام دن رات یہ ہے کہ وہ ان کے رسول کریم ﷺ کو گالیاں دیتے ہیں اور اپنے رسالوں اور کتابوں اور اشتہارات میں نہایت توہین سے ان کا نام لیتے ہیں اور نہایت گندے الفاظ میں ان کو یاد کرتے ہیں۔آپ یاد رکھیں کہ ایسے لوگ اپنی قوم کے بھی خیرخواہ نہیں ہیں کیونکہ وہ ان کی راہ میں کانٹے بوتے ہیں اور میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اگر ہم جنگل کے سانپوں اور بیابانوں کے درندوں سے صلح کر لیں تو یہ ممکن ہے مگر ہم ایسے لوگوں سے صلح نہیں کر سکتے جو خدا کے پاک نبیوں کی شان میں بدگوئی سے باز نہیں آتے۔وہ سمجھتے ہیں کہ گالی اور بدزبانی میں ہی فتح ہے مگر ہر ایک فتح آسمان سے آتی ہے۔‘‘

(مضمون جلسہ لاہور منسلکہ چشمہ معرفت صفحہ 14)

(خطبات مسرور جلد 6 صفحہ 73)

امریکہ میں قرآن کریم کو جلانے کی مذموم کوشش پر جماعت احمدیہ کا ردِّعمل

امریکہ میں ایک چرچ کے پادری نے سستی شہرت حاصل کرنے کے لئے یہ مذموم کوشش کی اور بہانہ یہ بنایا کہ قرآن کریم چونکہ دہشت گردی کی تعلیم دیتا ہے اس لئے اس کو جلایا جانا چاہئے۔اس پر حضور انور ایدہ اللہ نے 20؍اگست 2010ء کو خطبہ ارشاد فرمایا اور پادری کی اس حرکت کے خلاف قدم اٹھانے کی ہدایت فرمائی۔جماعتی کوشش سے اس کی پہلی کوشش تو ناکام ہوئی لیکن بعد میں اس نے یہ مذموم حرکت کرہی دی جس پر حضور نے اس سلسلہ میں 25؍مارچ 2011ء کو پھر خطبہ ارشاد فرمایا اور آپ نے امریکہ کی جماعت کو یہ ہدایت فرمائی کہ امریکہ میں جگہ جگہ قرآن کریم کی نمائشیں بڑے بڑے ہال کرایہ پر لیکر ان میں لگائی جائیں اور سیمینار کئے جائیں اور قرآن کریم کی خوبصورت تعلیم کے تراجم کے پوسٹر اور بینرز تیار کرواکر مختلف جگہوں پر لگائے جائیں۔اس طرح قرآن کریم کی خوبصورت تعلیم سے لوگوں کو روشناس کروایا جائے اور یہ کوشش کی جائے کہ اس کی میڈیا کے ذریعہ زیادہ سے زیادہ کوریج ہو۔نیز حضور انور نے فرمایا:

’’پس ہمارا کام یہ ہے کہ جب بھی ہم اسلام، آنحضرت ﷺ اور قرآن کریم پر دشمنوں کے غلیظ حملوں کو دیکھیں تو سب سے پہلے اپنے عملوں کو صحیح اسلامی تعلیم کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کریں، پھر معاشرے میں اس خوبصورت تعلیم کا پرچار کریں اور اس کے لئے جو ذرائع بھی میسر ہیں انہیں استعمال کیا جائے۔‘‘

(خطبات مسرور جلد 9 صفحہ 147)

امریکہ میں اسلام اور محمدؐ کے خلاف بنائی جانے والی فلم پر دفاع

سنہ 2012ء کی بات ہے کہ ایک امریکن عیسائی نکولا بسیلے نے قرآن کریم اور رسول کریم ﷺ پر ایک فلم بنائی جس میں قرآن کریم کی تعلیمات کو توڑ مروڑ کر پیش کیا گیا تھا۔اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے لگاتار دو خطبات ارشاد فرمائے

آپ نے 21؍ستمبر 2012ء کے خطبہ میں ارشاد فرمایا:

’’آج کل مسلم دنیا میں،اسلامی ممالک میں بھی اور مختلف ممالک میں

رہنے والے مسلمانوں میں بھی اسلام دشمن عناصر کے انتہائی گھٹیا، گھناؤنے اور ظالمانہ فعل پر غم و غصہ کی لہر دوڑی ہوئی ہے۔اس غم و غصہ کے اظہار میں مسلمان یقیناً حق بجانب ہیں۔مسلمان تو، چاہے وہ اس بات کا صحیح ادراک رکھتا ہے یا نہیں کہ آنحضرت ﷺ کا حقیقی مقام کیا ہے، آپ ﷺ کی عزت و ناموس کیلئے مرنے کٹنے پر تیار ہو جاتا ہے۔۔۔اس عظیم محسن انسانیت کے بارے میں ایسی اہانت سے بھری ہوئی فلم پر یقیناً ایک مسلمان کا دل خون ہونا چاہئے تھا اور ہوا اور سب سے بڑھ کر احمدی مسلمان کو تکلیف پہنچی کہ ہم آنحضرت ﷺ کے عاشق صادق اور غلام صادق کے ماننے والوں میں سے ہیں۔جس نے ہمیں آنحضرت ﷺ کے عظیم مقام کا ادراک عطا فرمایا۔پس ہمارے دل اس فعل سے چھلنی ہیں۔ہمارے جگر کٹ رہے ہیں۔ہم خدا کے حضور سجدہ ریز ہیں کہ ان ظالموں سے بدل لے۔اُنہیں وہ عبرت کا نشان بنا جو رہتی دنیا تک مثال بن جائے۔ہمیں تو زمانے کے امام نے عشق رسول ﷺ کا اس طرح ادراک عطا فرمایا ہے کہ جنگل کے سانپوں اور جانوروں سے صلح ہوسکتی ہے لیکن ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد ﷺ، حضرت خاتم الانبیاءؐ کی توہین کرنے والے اور اُس پر ضد کرتے چلے جانے والے سے ہم صلح نہیں کر سکتے۔‘‘

(الفضل انٹرنیشنل 12/ اکتوبر 2012ء)

حضور انور نے مخالفوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ لوگ یہ یاد رکھو کہ جس رسول کی تم لوگ ہتک کرنے کی کوشش کر رہے ہو آخر اسی نے غالب آنا ہے۔حضور نے فرمایا کہ یہ وہ رسول ہے جس پر اللہ اور اس کے فرشتے درود بھجتے ہیں اس لئے اس موقعہ پر ہمارا یہ ردعمل ہونا چاہئے کہ ہم بھی کثرت سے رسول کریم ﷺ پر درود بھجیں۔آپ نے مسلمانوں کے غلط ردعمل پر انہیں بھی نصیحت فرمائی کہ اپنے ہی ملک کی املاک کو جلانا اور جائیدادوں کو برباد کرنے کا عمل درست نہیں۔

فرمایا کہ یہ بات درست ہے کہ بعض ردعمل غلط ہیں لیکن معصوم نبیوں کا استہزاء کرنا بھی بہت بڑا گناہ ہے۔فلم بنانے والوں کو خدا تعالیٰ کے عذاب سے ڈراتے ہوئے فرمایا:

’’پس یہ غلاظت کرکے انہوں نے یقیناً خدا تعالیٰ کے عذاب کو دعوت دی ہے اور دیتے چلے جا رہے ہیں۔اسی طرح اس فلم کے سپانسر کرنے والے بھی خدا تعالیٰ کے عذاب سے نہیں بچ سکتے۔ان میں وہ ایک عیسائی پادری بھی شامل ہے جو مختلف وقتوں میں امریکہ میں اپنی سستی شہرت کے لئے قرآن وغیرہ جلانے کی بھی کوشش کرتا رہا ہے۔اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَسَحِّقْھُمْ تَسْحِیْقًا۔‘‘اس میں آپ نے مسلم وکلاء کو یہ بھی مشورہ دیا کہ وہ سارے اکٹھے ہو کر اس کے خلاف پٹیشن داخل کریں۔

اس خطبہ کے بعد آپ نے 28/ ستمبر 2012ء کو دوسرا خطبہ ارشاد فرمایا جس میں آپ نے فرمایا کہ اس فلم کی وجہ سے اور مسلمانوں احتجاج کی وجہ سے پوری دنیا میں شور برپا ہوا تو میڈیا کے نمائندے اس سلسلہ میں جماعت کا موقف جاننے کے لئے آئے۔حضور نے فرمایا کہ آپ ﷺ کا اُسوہ ہر مسلمان کے لئے قابل تقلید ہے۔مسلمانوں کا ردعمل جو غم و غصہ کا ہے وہ ایک لحاظ سے تو ٹھیک ہے کہ پیدا ہونا چاہئے تھا، گو بعض کا اظہار غلط طور پر ہو رہا ہے۔ہمارے دلوں میں آنحضرت ﷺ کا جو مقام ہے دنیا دار کی نظر اس تک نہیں پہنچ سکتی۔اس لئے دنیادار کو یہ احساس ہی نہیں ہے کہ کس حد تک اور کس قدر ہمیں ان باتوں سے صدمہ پہنچا ہے۔ایسی حرکتیں دنیا کا امن برباد کرتی ہیں۔حضور نے فرمایا ہمارے دل میں آنحضرت ﷺ کی جس قدر محبت ہے اس کا تو آپ اندازہ بھی نہیں کر سکتے۔کیا کبھی کوئی شخص کسی کے باپ کو گالی دے وہ اسے برداشت کرے گا؟ آنحضرت ﷺ کا مقام تو ان کے نزدیک اس سے بھی کہیں بڑھ کر ہے۔حضور انور نے ایک تو جماعت کو کثرت سے درود پڑھنے کی طرف توجہ دلائی دوسرے آپ نے فرمایا کہ اس خطبہ کی کاپیاں ہر زبان میں ترجمہ کرکے تقسیم کی جائیں۔اسی طرح لائف آف محمد ﷺ (نبیوں کا سردار) سب لائبریریوں میں رکھوائی جائیں۔اسی طرح سیمینار اور جلسے منعقد کئے جائیں جن میں غیروں کو بھی بلایا جائے۔اسی طرح امن اور احترامِ مذہب کے عنوان سے لیف لیٹ تیار کرکے اسے تقسیم کیا جائے کیونکہ اسلام تمام انبیاء کی عزت کرنے کی تعلیم دیتا ہے اس لئے ایک احمدی کا فرض ہے کہ وہ اس سلسلہ میں اپنی ذمہ داری کو ادا کرے۔اسی فلم ہی کے تعلق سے ایک تیسرا خطبہ بھی ارشاد فرمایا۔آپ نے اس خطبہ میں 24 مستشرقین کے ایسے حوالے پیش کئے جو انہوں نے آنحضرت ﷺ کی سیرت حسنہ سے متاثر ہو کر بیان کئے ہیں۔حضور انور نے اپنے پہلے خطبہ کے حوالہ سے یہ بات بھی بیان فرمائی کہ میں نے وکلاء سے کہا تھا کہ وہ سب مل بیٹھ کر اس بات پر غور کریں کہ اس سلسلہ میں کیا کیا جا سکتا ہے حضور نے فرمایا دوسرے مسلم وکلاء کیا کرتے ہیں اس بات کا تو علم نہیں لیکن پاکستان کے احمدی وکلاء نے اس پر کچھ کام شروع کیا ہے اور بہت سے فیصلے مختلف عدالتوں کے انہوں نے جمع کئے ہیں اور مجھے بھیجے ہیں جنہیں میں نے دوسرے ممالک کے وکلاء کو بھی غور کرنے کے لئے بھیجا ہے۔وہاں سے بھی رائے آجائے گی اور جو بھی رائے قائم ہوگی پھر اس پر کوئی عملی کاروائی کرنی ہوگی۔

(الفضل انٹرنیشنل 26/اکتوبر 2012ء)

اسی طرح حضور نے فرمایا کہ سلمان رشدی کی کتاب کا جو جواب ارشد احمدی صاحب نے تیار کیا تھا اور شائع کی گئی تھی اب اس میں بھی ایک باب کا اضافہ کرکے اور بعض ترامیم کے ساتھ اسے بھی دوبارہ شائع کرنے کا ارشاد فرمایا۔اسی طرح ایک موقعہ پر آپ نے اخبارات میں مضامین لکھ کر توہین رسالت کا جواب دینے کی طرف توجہ دلائی۔الغرض یہ مضمون تو ایسا ہے کہ جس قدر بھی بیان کیا جائے وہ کم ہے کوئی ایک موقعہ بھی ایسا دکھائی نہیں دیتا کہ کسی نے قرآن کی توہین کی ہو کسی نے رسول پاک ﷺ کی توہین کی ہو تو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فوری طور پر اس کا دفاع نہ کیا ہو۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

’’آج تک ہم دیکھ رہے ہیں کہ آنحضرت ﷺ اور قرآن کریم پر مخالفینِ اسلام نہایت گھٹیا اور رقیق حملے کرتے اور الزام لگاتے ہیں لیکن اسلام کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے اور آج بھی مسلمانوں میں ایک گروہ ہے اور بڑی تعداد میں ہے جو آپ کی لائی ہوئی شریعت کو اصل حالت میں اپنی زندگیوں پر لاگو کر رہا ہے یا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔یہ اس بات کی دلیل ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کی طرف سے قیامت تک کے لئے بھیجے گئے ہیں اور آپ کی لائی ہوئی شریعت زندہ ہے اور زندہ رہے گی۔ان شاء اللہ اور دشمنان اسلام کی کوششیں اور دھمکیاں نہ پہلے اسلام کا کچھ بگاڑ سکی تھیں نہ اب بگاڑ سکتی ہیں اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میں اس کے لئے کافی ہوں۔اپنے بندوں کو ان کے شر کے بد انجام سے ہمیشہ بچاؤں گا۔‘‘

(خطبات مسرور جلد 7 صفحہ 40)

پس توہین رسالت کرنے والوں کا جواب قرآنی تعلیم کی روشنی میں اور حضرت مسیح موعود علیہ اسلام کے ارشادات کی روشنی میں اور خلفائے احمدیت کی راہنمائی میں جس طرح جماعت احمدیہ دے رہی ہے وہی حقیقی اسلامی تعلیم ہے۔اسلام کسی پر بھی جبر کرنے کی تعلیم نہیں دیتا اور نہ ہی اسلام میں توہین رسالت کرنے والے کے لئے قتل کی سزا مقرر ہے اسلام آشتی اور امن کا دین ہے، یہ اپنی حسین تعلیمات کی بنیاد پر ساری دنیا میں غالب آئے گا اور اسلام کے غلبہ کو کوئی طاغوتی طاقت نہیں روک سکتی۔

بقیہ: تبلیغ میں پریس اور میڈیا سے کس طرح کام لیا جاسکتا ہے…از صفحہ 5

اس مضمون میں زیادہ تر عمدہ اخلاق اپنانے کی طرف توجہ دلائی گئی ہے اور اس کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ ہمارے لئے ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم انتہائی نرم خو تھے، بات آہستہ آہستہ فرماتے تا لوگ آسانی سے سمجھ سکیں۔ کسی پر سختی نہ فرماتے نہ خادموں پر نہ غلاموں پر، نہ بچوں پر، نہ عورتوں پر، حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آپ نے کبھی کسی سے اپنی ذات کی خاطر انتقام نہیں لیا۔ آپ ہمیشہ عفو اور درگذر سے کام لیتے۔ اگر صحابہ کرامؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی گستاخی کی وجہ سے غصہ کا اظہار فرماتے تو آپ ان کو روک دیتے ایک دفعہ ایک شخص نے آپ سے اپنے قرضہ کی ادائیگی کے بارے میں گستاخی کے ساتھ مطالبہ کیا۔صحابہ کو طیش آیا، قریب تھا اسے مار دیتے مگر آپ نے منع فرمایا دیا جب کہ آج کل خدا کی پناہ انصاف اور عدل تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا اٹھ گیا ہے۔ ایک طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھتے ہیں مگر ان کے اعمال کو دیکھا جائے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کے بالکل الٹ اور برعکس ہیں پھر اس پر مزید تعجب اور حیرت یہ ہے کہ ہر قسم کے ظلم اور تمام ناانصافیاں آپ ہی کے نام سے منسوب کر کے کی جاتی ہیں۔ آیئے اس محسن انسانیت پر درود بھیجیں۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

خاکسار نے اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث نبویہ سے درود شریف کی اہمیت والی احادیث کو نقل کیا ہے اور دعا کرنے کا صحیح طریق بھی سمجھایا ہے اور آخر میں حضرت مسیح موعودؑ کی کتاب سراج منیر سے ایک اقتباس بھی نقل کیا ہے کہ:

’’ہم جب انصاف کی نظر سے دیکھتے ہیں تو تمام سلسلہ نبوت میں سے اعلیٰ درجہ کا جوانمرد نبی اور زندہ نبی اور خدا کا اعلیٰ درجہ کا پیارا نبی صرف ایک مرد کو جانتے ہیں۔یعنی وہی نبیوں کا سردار، رسولوں کا فخر، تمام مرسلوں کا سرتاج جس کا نام محمد مصطفیٰ و احمد مجتبیٰ ہے جس کے سایہ میں دس دن چلنے سے وہ روشنی ملتی ہے جو پہلے اس سے ہزار برس تک نہیں مل سکتی تھی‘‘۔۔۔

مصطفیٰ پر ترا بے حد ہو سلام اور رحمت
اس سے یہ نور لیا بار خدایا ہم نے
ہم ہوئے خیر امم تجھ ہی سے اے خیر رسل
تیرے بڑھنے سے قدم آگے بڑھایا ہم نے

محمد اکرم محمود۔ ڈنمارک

کرسمس پر مجلس خدام الاحمدیہ ڈنمارک کا فوڈ کیمپ

گزشتہ گیارہ سال سے مجلس خدام الاحمدیہ ڈنمارک دسمبر کے مہینہ میں فوڈ کیمپ لگانے کی توفیق پا رہی ہے۔ اس کیمپ سے ہزاروں لوگ کھانا حاصل کرتے ہیں اور ساتھ ہی ساتھ یہ جماعت کے تعارف کا بھی ذریعہ بنتے ہیں۔

تاریخ

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جب 2005ء میں ڈنمارک رونق افروز ہوئے اس موقع پر مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ ڈنمارک کو بھی حضور انور کے ساتھ میٹنگ کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ اس موقع پر حضور انور نے مہتمم خدمت خلق کو یہ ہدایت عطا فرمائی کہ ڈینش احباب کی خوشی کے موقع پر کوئی پروگرام کیا کریں اور ان کی خوشیوں میں شامل ہوا کریں۔

یوں تو جماعت دسمبر کے مہینہ میں مسجد میں ایک پروگرام منعقد کرتی رہی ہے جس میں مسجد اور علاقہ کے لوگوں کو مسجد مدعو کیا جاتا اور مسجد کا وزٹ اور جماعت کا تعارف کروایا جاتا ہے اور ساتھ ہی ساتھ پاکستانی کھانے کا انتظام کیا جاتا جس کو ڈینش احباب بہت پسند کرتے اور حیران ہوتے کہ کرسمس عیسائیوں کا تہوار ہے لیکن مسلمان بھی دل کھول کر اس موقع پر اپنی مساجد میں عیسائیوں کو بلاتے اور عیسیٰ علیہ السلام کی عزت و توقیر بیان کرتے ہیں۔ اس پروگرام کی خبر کو لوکل میڈیا بھی کوریج دیتا ہے جو کہ مسلمانوں کا ایک مثبت ایمیج قائم کرنے میں مددگار ہوتا رہا۔

حضور انور کے اس ارشاد کی روشنی میں مجلس خدام الاحمدیہ ڈنمارک نے 2011ء میں یہ پروگرام ترتیب دیا کہ کوپن ہیگن شہر میں 24؍ دسمبر کو ہوم لیس لوگوں کے لئے کھانے کا انتظام کیا جائے۔ ابتدا میں یہ اندازہ نہیں تھا کہ ہوم لیس لوگوں کے لئے دسمبر میں کئی تنظیمیں کام کرتی ہیں اور اس موقع پر خاص طور پر ان لوگوں کے لئے اہتمام کرنا شائد ان کے لئے اتنا فائدہ مند نہ ہو اور نہ ہی یہ اندازہ تھا کہ 24؍ دسمبر کو ڈینش احباب اپنی فیملی، دوستوں اور رشتہ داروں کے ساتھ مل کر اس تہوار کو منانا پسند کرتے ہیں اور بہت کم لوگ اس دن شہر کا رخ کرتے ہیں۔ لیکن کیونکہ یہ پہلا موقع تھا اس لئے شہر میں جس جگہ پر لوکل کونسل کی طرف سے اجازت ملی وہاں عام دنوں میں تو کافی رش ہوتا ہے لیکن 24؍ دسمبر کو جب اس جگہ اسٹال لگایا گیا تو بمشکل چند لوگ ٹہلتے نظر آئے اور کیونکہ یہ انتظام ہوم لیس کے لئے کیا گیا تھا اس لئے صرف 25 لوگوں نے کھانا لیا اور خدام ارد گرد کی گلیوں میں چکر لگاتے اور ہوم لیس لوگوں کو انفارم کرتے۔ تعداد کے لحاظ سے تو یہ اتنا کامیاب نہ رہا لیکن خدام کا یہ پہلا تجربہ تھا اس لئے اگلے سال تاریخ تبدیل کر کے اس کو منعقد کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔

2012ء میں تاریخ تبدیل کر کے اسی جگہ پر اسٹال لگایا گیا اس سے کھانا لینے والوں کی تعداد میں کچھ اضافہ ہوا۔ 2013ء میں مجلس عاملہ نے جگہ تبدیل کرنے کا مشورہ دیا چنانچہ کوپن ہیگن ٹاون ہال کے سامنے انتظامیہ سے اسٹال لگانے کی اجازت لی گی۔ جو جگہ لوکل کونسل نے دی وہ ڈنمارک کی مشہور اور مصروف ترین واکنگ سٹریٹ ہے جہاں ہر روز تقریباً ایک لاکھ کے قریب لوگ گزرتے ہیں۔ ابتدا میں یہ فوڈ اسٹال صرف ہوم لیس لوگوں کے لئے لگایا گیا لیکن آہستہ آہستہ دیگر احباب نے بھی اسٹال سے کھانا لینا شروع کر دیا اور گزشتہ سالوں میں اکثریت اس واکنگ اسٹریٹ سے گزرنے والے ہی اسٹال پر رکتے اس کا مقصد پوچھتے اور سوپ اور کھیر وغیرہ لیتے ہیں۔

الحمد للہ 2013ء سے لے کر امسال تک مجلس کو ہر سال اس جگہ پر اپنا فوڈ اسٹال لگانے کی توفیق مل رہی ہے اور ہزاروں لوگ اس اسٹال سے کھانا حاصل کرتے ہیں اور جماعتی تعارف پر مبنی فولڈر لیتے ہیں ساتھ ہی ساتھ مختلف موضوعات پر ڈسکشن کا موقع ملتا ہے۔

2017ء میں مجلس نے کوپن ہیگن شہر کے ساتھ ساتھ ڈنمارک کے دوسرے بڑے شہر ارہاس میں بھی لوکل کونسل سے اجازت لے کر فوڈ اسٹال لگایا پھر 2018ء میں ڈنمارک کے تیسرے بڑے شہر اوڈینس میں کیمپ کا اضافہ کیا اور 2019ء میں آلبورگ میں فوڈ کیمپ لگایا گیا جو کہ ڈنمارک کا چوتھا بڑا شہر ہے۔ الحمد للہ اب ہر سال ان چاروں شہروں میں مجلس کو فوڈ اسٹال لگانے کی توفیق مل رہی ہے جو کہ جماعت کے تعارف کا بڑا ذریعہ ہیں۔ امسال ان چار فوڈ اسٹالز سے تقریباً پانچ ہزار لوگوں نے کھانا لیا۔

مینیو

ان فوڈ اسٹالز میں ہر سال چکن کورن سوپ، دال مسور کا سوپ اور کھیر پیش کی جاتی ہے اور اندازاً 4 سے 5 ہزار لوگوں نے ان فوڈ کیمپس سے ہر سال مستفید ہوتے ہیں۔ جبکہ 2020ء کرونا کی وجہ سے کھانا تیار کر کے اولڈ ہاوسز میں بھجوایا گیا اور 2021ء میں دوبارہ سوائے کوپن ہیگن کے تین شہروں میں اسٹال لگائے گئے اور کرونا کی پابندیوں کو مدنظر رکھتے ہوئے سینڈوچ وغیرہ تیار کئے گئے اور لوگوں میں تقسیم کئے گئے۔

میڈیا

امسال ان فوڈز کیمپ کی خبر کو ایک ملین سے زائد لوگوں نے فیس بک، ٹویٹر اور دیگر ویب سائٹس پر دیکھا اور لوکل پریس Pressephotos.dk نے بھی اس خبر کو تصویر کے ساتھ اپنی ویب سائٹ پر پوسٹ کیا۔

اللہ تعالیٰ تمام ممبران کو جزائے خیر عطا فرمائے جنہوں نے باجود برف باری اور سردی کے انتھک کام کر کے ان اسٹالز کو کامیاب بنایا۔ آمین

امۃ القیوم ثاقب اہلیہ محمود ناصر ثاقب امیر جماعت احمدیہ برکینا فاسو

شہادتوں سے لے کر مہدی آباد کے سفر تک کی داستان

11/ جنوری بدھ کا دن تھا اور کسی کے وہم وگمان بھی نہیں تھا کہ یہ دن اپنے اختتام پر جماعت برکینا فاسو کے لئے کس قدر دکھی خبر کے ساتھ ختم ہوگا۔ رات کے پونے نو بجے امیر صاحب کو یہ اندوہناک خبر ملی کہ ہمارے 9 بزرگ انصار کو مہدی آباد میں شہید کر دیا گیا ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ

یہ شہادتیں کوئی عام شہادتیں نہیں تھیں کہ دہشت گرد آئے اور گولیاں مار کر چلے گئے۔ بلکہ ہر ناصر کو موقع دیا گیا کہ احمدیت چھوڑ دو تو کچھ نہیں کہا جائے گا۔لیکن احمدیت کے بہادر جان نثاروں نے اپنے ایمان کو موت پر ترجیح دی۔ ایک کے بعد ایک نے جام شہادت نوش کیا لیکن بزدلی نہ دکھائی۔مہدی آباد کے شہداء برکینا فاسو اور احمدیت کی تاریخ میں ہمیشہ عزت اور وقار کے ساتھ یاد رکھے جائیں گے۔اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے اور باقی رہ جانے والوں کے ایمان مضبوط رکھے۔ اور ان کی خود حفاظت فرمائے۔ آمین

جس دن سے شہادتیں ہوئی تھیں دل میں یہ خواہش بار بار اٹھتی تھی کہ کاش ہم لوگ ان شہداء کے ورثاء کو مل کر ان کے غم بانٹ سکتے ان کو گلے لگا کر آنسو پونچھ سکتے۔ ان کو بتا سکتے کہ ہم سب آپ کے ساتھ ہیں اور ساری دنیا کی جماعت آپ کے دکھ پر تڑپ رہی ہے اور آپ کے لئے دعائیں کر رہی ہے۔سب سے بڑھ کر پیارے آقا ایدہ اللہ تعالیٰ کی محبتیں اور شفقتیں اور دعائیں آپ کے ساتھ ہیں۔

لیکن ملکی حالات اس قدر خراب ہیں اور دہشت گردی کا اس قدر راج ہے کہ زمینی راستے سے تو ان لواحقین تک پہنچنا مشکل نظر آ رہا تھا۔اتنے میں پیارے آقا کی طرف سے ارشاد موصول ہوا کہ امیر صاحب خود وفد بنا کر گھانا کے نمائندگان کے ساتھ جلد مہدی آباد جانے کا پروگرام بنائیں اور لواحقین سے حضور کی طرف سے تعزیت کریں۔کوشش تو پہلے بھی کی جاری تھی اب ارشاد موصول ہونے کے بعد اور کوششیں تیز کر دیں۔ ہیلی کاپٹر کے بغیر جانا ناممکن تھا۔گولڈ مائن والوں سے رابطہ کیا وہ بھی کوئی حتمی بات نہیں کر رہے تھے۔ پھر ائیر فورس والوں کے ساتھ چارٹر طیارے کا معاہدہ ہوگیا۔ جہاں پہلے پانچ لوگوں نے جانا تھا تو اب زیادہ لوگوں کی گنجائش نکل آئی اور ہمارے جیسوں کی بھی دلی مراد بر آئی۔ امیر صاحب کا رات آٹھ بجے فون آیا کہ پاسپورٹ کی کاپی بھجوا دیں۔ میں نے ایسے ہی کہہ دیا کہ کیا مجھے بھی لے کر جانا ہے؟ کہنے لگے ان شاء اللہ۔ مجھے یقین نہیں آیا کہ مجھے بھی ان حالات میں مہدی آباد جانے کا موقع مل سکتا ہے۔ خیر نو بجے تک واپس آ کر تفصیل بتائی کہ جگہ ہے، میں اور ایک اور لجنہ ممبر مادام عثمانہ رقیہ صاحبہ آپ دونوں ساتھ چلیں تا کہ وہاں کی خواتین کو مل سکیں۔اور ان کے حوصلے بڑھائیں۔ان کو پتا ہو کہ ہم سب ان کے ساتھ ہیں یوں ہم دونوں بھی قافلہ کی ممبر بن گئیں۔ صبح سات بجے نکلنا تھا۔ساری رات ٹھیک سے نیند بھی نہ آئی کہ کیسے ان مظلوم بہنوں سے ملیں گے۔ کیسے ان کو حوصلہ دیں گے۔

اللہ اللہ کر کے رات کٹی اور صبح ہم ائیر پورٹ پر پہنچے۔ جہاں ایک بہت پرانا سا ہیلی کاپٹر کھڑا تھا جس پر ہم نے سفر کرنا تھا۔خیر ہم اس پر سوار

ہوئے۔ اور ڈیڑھ گھنٹے بعد تقریباً سوا نو بجے ہم گولڈ مائن پر اترے۔ کیونکہ جس گاؤں میں ہمارے احمدی نقل مکانی کر کے گئے ہیں وہاں دہشت گردی کے خوف سے ہیلی کاپٹر نہیں اتر سکتا تھا۔ لینڈنگ کے لئے گولڈ مائن ہی ان کو محفوظ جگہ ملی۔ لیکن مائن والوں کے اپنے اصول تھے۔ انہوں نے اپنی سیکورٹی کے حوالے سے بہت وقت لگا دیا۔ جب ہمیں مائن پہنچے بہت دیر ہو گئی اور جانے کی کوئی صورت نظر نہیں آ رہی تھی تو شدید بے چینی شروع ہوگئی کہ جس مقصد کے لئے آئے ہیں اس کو پورا کرے بغیر واپس جا نہیں سکتے۔اور دیر ہوتی جا رہی ہے۔ دعائیں تو صبح سے زبان پر جاری تھیں کہ اللہ تعالیٰ انتظام فرمادے کہ ہم اپنے پیارے آقا کے حکم کی تعمیل کر سکیں اور اپنے پیاروں کو مل سکیں۔

دوپہر ایک بجے کے قریب گرین سگنل ملا کہ اب آپ لوگ جا سکتے ہیں۔لیکن آپ کے پاس صرف دو گھنٹے ہیں۔ بہت بھاری دل کے ساتھ نکلے کہ اتنا تھوڑا وقت! اس میں ہم کیا بات کریں گے۔ کیا بات سنیں گے۔ لیکن پھر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ جانے کا بندوبست ہوا۔ بہت سخت سیکورٹی کے انتظامات کے ساتھ قافلہ کے افراد کو دو بسوں میں سوار کر کے گاؤں کے لئے روانہ کیا گیا۔ آدھے گھنٹے کی مسافت پر گاؤں تھا جہاں ہماری پیاری جماعت مہدی آباد کے لوگ ہمارا صبح سے انتظار کر رہے تھے، کیونکہ ان کو اطلاع تھی کہ آج آنا ہے۔

جب ہمارا قافلہ ان کے پاس رکا تو ساری جماعت کے لوگ بہت بے تابی کے ساتھ ملنے کے لئے آگے بڑھے۔ کیا مرد اور کیا عورتیں، چھوٹے بڑے سب ہی بے پناہ چاہت سے گلے لگ کر ملنے کے لئے بے چین تھے کہ کب کوئی اپنے ملیں، ان کے گلے لگ کر اپنا دکھ اور غم بانٹ سکیں۔ بہت ہی غم اور تکلیف کا ماحول تھا۔ جو بیان سے باہر ہے۔ ہم دونوں خواتین لجنہ کی طرف چلی گئیں۔سب کے ساتھ مصافحہ کیا گلے لگایا۔لیکن سلام ہے ان احمدی خواتین پر کوئی واویلا، کوئی رونا دھونا نہیں۔ ضبط کی انتہا تک صبر، کچھ بے خبری کے آنسو خود گر پڑیں تو اور بات۔ آنسو پینے کی کوشش میں آنکھیں سرخ اور چہرے انتہا کے غمزدہ۔ اپنی اجڑی زندگی کی داستان سنا رہے تھے۔ ہمارے لئے صبر کرنا مشکل ہو رہا تھا۔لیکن ان کو دیکھ کر کچھ حوصلہ

بڑھا تو بات شروع کی۔ زبان کا مسئلہ تھا اتنے میں ایک بہت ہی پیاری صاف سفید رنگ کے کپڑے پہنے، بہت حوصلہ مند بچی ہمارے پاس آ کر بیٹھ گئی۔ اس کو فرنچ آتی تھی۔ کہنے لگی میں عائشہ ہوں۔ امام ابراہیم صاحب کی بیٹی۔ میرے ابا بہت پیار کرنے والے انسان تھے۔ بہت بہادر تھے۔ ان کو بار بار کہا گیا کہ احمدیت چھوڑ دو لیکن انہوں نے کہا مرجانا منظور ہے۔ احمدیت نہیں چھوڑوں گا۔ میرے باپ نے سینے میں گولی کھائی۔لیکن احمدیت نہیں چھوڑی۔ ہمارے آنسو بہہ رہے تھے۔ لیکن وہ معصوم بچی اپنے آنسو پیتے ہوئے اتنی بہادری سے بات کر رہی تھی کہ اس پر رشک آ رہا تھا۔ کہ جس جماعت کے بچے بھی اتنے بہادر اور مضبوط ہوں تو دشمن ان کا کیا بگاڑ سکتا ہے۔ اس بچی کو دیکھ کر اور بچے بھی ہمارے پاس آ گئے۔ اکثر ان میں ایسے تھے جو واقعہ کے دن مسجد میں موجود تھے۔ اور پنے پیاروں کو گولیاں مارنے کی آوازیں سن رہے تھے۔ باہر نکلنے کی ان کو اجازت نہیں تھی لیکن بعد میں جب وہ اپنے گھروں کو گئے ہوں گے کیسے انہوں نے اپنے پیاروں کی لاشیں دیکھی ہوں گی۔ وہ رات انہوں نے کیسے بسر کی ہوگی۔ جب وہ وحشی درندے ابھی باہر ہی بیٹھے تھے اور ان معصوموں کو دھمکیاں دے رہے تھے۔ یا اب بھی وہ کیسے سوتے ہوں گے۔ کیسے ان کو نیند آتی ہوگی۔

اس بستی کے بچے عورتیں، مرد اور بوڑھے سب ہی حوصلہ مند اور بہادر ہیں، لیکن ان کے چہرے ان کے اندر کی داستان سنا رہے تھے۔ ان کے دکھ سنا رہے تھے۔ یہ دو گھنٹے اتنی جلدی گزر گئے، دل ہی نہیں مان رہا تھا کہ ان معصوم لوگوں کو چھوڑ کر واپس جایا جائے لیکن سیکورٹی والوں کے بار بار کہنے پر ہمیں رخصت ہونا ہی پڑا۔ سب جماعت نے ہمیں اور ہم سب نے پیاری جماعت کو بھاری دل کے ساتھ الوداع کیا۔ ہم بس میں سوار ہو گئے۔ جب تک بس سے ایک دوسرے کو نظر آتے رہے ہاتھ ہلاتے رہے۔ ایک دوسرے کو پیاسی نظروں سے دیکھتے رہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ جلد ایسے سامان پیدا فرمادے کہ ملنے ملانے کے راستے کھل جائیں۔ اور وہ لوگ اپنی نارمل زندگیوں میں واپس آ سکیں۔ بچے دوبارہ اپنی تعلیم کا سلسلہ شروع کر سکیں۔ اللہ تعالیٰ ان شہیدوں کے خون کو رائیگاں نہیں جانے دے گا۔ ان شاء اللہ۔

خوں شہیدانِ اُمت کا اے کم نظر! رائیگاں کب گیا تھا کہ اَب جائے گا
ہر شہادت ترے دیکھتے دیکھتے، پھول پھل لائے گی، پھول پھل جائے گی

واپسی کے سارے راستے لگتا تھا ذہن اور دل مہدی آباد کے مکینوں کے پاس ہی چھوڑ آئے ہیں۔ سلام ہے ان کے حوصلوں اور صبر پر۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ ان سب کا حامی وناصر ہو۔ اور ان کے لئے آسانیاں پیدا فرمائے۔ اور پیارے آقا کی منشاء کے مطابق ہم ان کا خیال رکھ سکیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق عطا فرمائے۔ آمین

مبارک احمد منیر۔ نمائندہ الفضل برکینا فاسو

ڈوری برکینا فاسو کا تعارف

ڈوری شہر برکینا فاسو کے شمال میں دارالحکومت واگہ ڈوگو سے 268 کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ہے۔ڈوری شہر ساحل ریجن کا دارالحکومت بھی ہے۔یہ علاقہ صحراء اعظم کے جنوب میں واقع ہونے کی وجہ سے شدید گرم ہے۔بارشیں بہت کم ہوتی ہیں۔جہاں دن کو بہت گرمی ہوتی ہے وہاں راتیں صحراء ہونے کی وجہ سے ٹھنڈی ہوجاتی ہیں۔ڈوری شہر کی آبادی 2019ء کی مردم شماری کے مطابق 46,521 ہے۔اکثریت وہابی مسلمانوں کی ہے۔اس کے علاوہ مالکی فرقہ کے لوگ اور تیجانیہ فرقہ کے لوگ بھی کثرت سے پائے جاتے ہیں۔

ڈوری

یہ ریجن 2/ جولائی 2001ء کو بنایا گیا۔اس کے چار صوبے ہیں: Soum ,Seno, Oudalan اور Yagha۔ یہ ریجن 35,360 مربع کلومیٹر پر محیط ہے۔2019ء کی مردم شماری کے مطابق اس ریجن کی آبادی 1,094,907 ہے۔

اقوام:۔اس ریجن کی بڑی اقوام میں فولانی (Fulani)، تماشق (Tamasheq)، سونرائی (Sonrhaï)، ہاؤسا (Hausa) اور گورمانچے (Gourmantché) شامل ہیں۔اس طرح زبانوں میں (فلفدے، تماشق، مورے، سونرائی Sonrhaï، گورمانچے اور فرنچ) زیادہ بولی جاتی ہیں۔

فولانی

فولانی لوگوں کی زبان فلفدے ہے اور یہ قوم افریقہ کے تقریباً 20 کے قریب ملکوں میں پھیلی ہوئی ہے جیسا کہ نائیجیریا، نائیجر، مالی، سینیگال، گنی بساؤ، گنی کناکری، برکینافاسو، گھانا، بینن، ٹوگو، کیمرون، جنوبی سوڈان، سینٹرل افریقہ، چاڈ، سیرالیون، موریتانیہ، گیمبیا، اور آئیوری کوسٹ۔ یہ لوگ بنیادی طور پر چرواہے ہیں جو دنیا کا سب سے بڑا خانہ بدوش چرواہا گروہ ہے۔انسائکلوپیڈیا برٹینیکا کے مطابق فولانی قوم بربر اور نیگرو قوم یعنی افریقی سیاہ قوم کے ملاپ سے پیدا ہونے والی قوم ہے۔فولانی نوے فیصد سے زائد مسلمان ہیں۔برکینا فاسو کے علاقوں میں بھی اکثریت مسلمانوں کی ہے، خاص طور پر ساحل ریجن اور ڈوری میں کٹر وہابی پائے جاتے ہیں۔اس کے علاوہ تیجانیہ فرقہ کے لوگ بھی ہیں۔مذہب سے کافی لگاؤ پایا جاتا ہے۔

تماشق

تماشق قوم مختلف ناموں سے جانی جاتی ہے جیسا کہ Bella اور Taureg وغیرہ۔یہ قوم بھی مختلف ملکوں میں آباد ہے جیسا کہ مالی، جنوبی الجیریا، جنوب مغرب لیبیا، نائیجیریا اور نائیجر۔یہ خانہ بدوش قوم ہے اور زیادہ تر ان کا گزارا جانور پالنے، کھیتی باڑی اور تجارت پر ہے۔ابتدا میں یہ قوم اکثر خانہ بدوشی کی زندگی گزارتی تھی لیکن پچھلی صدی سے یہ لوگ شہروں میں بسنے لگے ہیں اور اس کی ایک بڑی وجہ قحط سالی ہے۔ان لوگوں کو پردے والے لوگ بھی کہا جاتا ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ ایک خاص طرح کی پگڑی پہنتے ہیں جس میں سر اور منہ وغیرہ ڈھانپ لیا جاتا ہے۔یہ قوم شمال مغربی افریقہ میں چار ملین کی تعداد میں رہتی ہے۔یہ قوم خاص طور پر اپنے لیے ایک الگ ملک حاصل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔چنانچہ ان کے نزدیک مالی کا 60 فیصدی حصہ، برکینا فاسو کا شمالی حصہ، موریتانیہ کا شمال مشرقی حصہ، الجیریا اور لیبیا کا جنوبی حصہ نیز نائیجر کا کچھ حصہ ان کے ملک کا حصہ ہیں جس کا نام انھوں نے Azaward رکھا ہے۔مالی کے شمال میں جہاں تماشق یا طوارق قوم رہتی ہے وہاں عرب لوگ بھی بستے ہیں اور ان کے دوسرے لوگوں سے کافی صاف رنگ ہیں۔ان کی آزادی کی تحریک اور دیگر سیاسی وجوہات کی بنا پر علاقہ کا امن برباد ہوگیا ہے۔

سونرائی

تیسری قوم جو اس ریجن میں رہائش پذیر ہے اس کو سونرائی یا سونگھائی کہا جاتا ہے۔ان کے مختلف نام پائے جاتے ہیں جیسا کہ Surhai, Sonrhay,Songhoi وغیرہ۔یہ قوم نائیجر مالی اور برکینا فاسو کے شمال میں پائی جاتی ہے جس کی تعداد تین ملین سے زائد بتائی جاتی ہے۔آٹھویں صدی سے سولہویں صدی تک ان کی ایک الگ بہت مضبوط ریاست قائم رہی ہے۔Heinrich Barth جو کہ افریقہ پر تحقیق کرنے والا محقق گزرا ہے، اس کے نزدیک سونرائی یا سونگھائی قوم کا تعلق مصریوں کے ساتھ ہے جو بعد میں مغربی افریقہ میں آکر آباد ہوگئے۔اس کے مقابلہ میں سونرائی قوم اپنا تعلق مشرقی علاقہ کی طرف منسوب کرتے ہیں۔لیکن ان کی ثقافت اور روایات سے پتہ لگتا ہے کہ ان کا آپس میں کوئی جوڑ نہیں ہے۔17 ویں صدی کے تاریخ دان عبدالرحمن سادی نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ سونگھائی کا پہلا بادشاہ Dialliaraan تھا جو کہ عربی سے نکلا ہے یعنی Dia min al Jemen کہ وہ یمن سے آیا۔(انسائیکلوپیڈیا برٹینیکا جلد 25 زیر لفظ SONGHOI) انسائیکلو پیڈیا کے مطابق سونگھائی قوم نے ساتویں صدی میں مشرق سے مغرب کی طرف ہجرت کی۔چنانچہ مشرق میں ہجرت کے بعد کچھ لوگ شمال میں مراکش کی قوم Moors سے مل گئے اور جنوب میں فولانی قوم کے ساتھ رچ بس گئے۔اس طرح جہاں یہ بربر قوم میں مل جل گئے وہاں ان میں عربی خون بھی شامل ہوگیا۔

ہاؤسا

چوتھی بڑی قوم ہاؤسا ہیں جو کہ ملک کے شمال مشرقی حصہ میں نائیجر بارڈر کے ساتھ والے علاقہ میں رہتے ہیں۔ہاؤسا قوم افریقہ کے بے شمار ملکوں میں پائی جاتی ہے۔جن میں نائیجیریا، نائیجر، سوڈان، آئیوری کوسٹ، کیمرون، چاڈ، گھانا، بینن، ایریٹریا (Eritrea)، ٹوگو، کونگو، گیبن، گیمبیا، الجیریا، گنی آکٹوریل، سینیگال، سینٹرل افریقہ اور برکینا فاسو شامل ہیں۔یہ قوم تقریباً پانچ لاکھ مربع میل پر رہائش پذیر ہے۔ان کا اکثر پیشہ کھیتی باڑی اور جانور پالنا ہے۔اس کے علاوہ تجارت میں بھی ان کا کافی حصہ پایا جاتا ہے۔

اس قوم کے مورث اعلیٰ کا نام Bayajidda بتایا جاتا ہے جو کہ بغداد سے افریقہ میں آیا اور یہاں شادیاں کیں۔پانچویں سے ساتویں صدی میں ہاؤسا سلطنت کی بنیاد پڑی۔آہستہ آہستہ یہ سات بڑے شہروں پر مشتمل مختلف ہاؤسا سلطنتیں بن گئیں۔یہ تجارت کا مرکز تھیں۔یہ سلطنت دریائے نائیجر اور جھیل چاڈ کے درمیان واقع تھی جو کہ موجودہ دور میں شمالی نائیجیریا اور نائیجر کے درمیان ہے۔ان کا رہن سہن رسم و رواج ایک تھے۔چودھویں صدی عیسوی میں مالی کے علماء کے ذریعہ سے یہاں اسلام پہنچا۔1804ء میں حضرت عثمان دان فودیو رحمہ اللہ جو کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مجدد تھے، نے فولاؤنیوں کے ساتھ مل کر جہاد شروع کیا اور ہاؤسا سلطنت پر قبضہ کرلیا اور Sokoto خلافت کی بنیاد رکھی۔اسلام کو ملک کا مذہب قرار دیا گیا۔اس طرح اسلام کثرت سے پھیل گیا۔

گورمانچے

ساحل ریجن میں پانچویں قوم گورمانچے ہے۔یہ قوم بنیادی طور پر برکینا فاسو کے مشرق میں فادا کے علاقوں میں پائی جاتی تھی لیکن بعد میں برکینا فاسو کے شمال مشرق میں بھی پھیل گئی ہے۔یہ قوم گھانا کے شمال مشرق، شمالی ٹوگو اور شمالی بینن کے شمالی علاقوں میں بھی پائی جاتی ہے نیز نائیجر کے جنوب مغرب میں بھی پائی جاتی ہے۔ان کی تعداد 1,750,000 بتائی جاتی ہے۔کہا جاتا ہے کہ یہ لوگ گھانا کے شمالی علاقہ Gambaga Scarp سے ہجرت کرکے برکینا فاسو کے مشرقی علاقوں میں آباد ہوئے۔یہ لوگ ساحل ریجن میں فولانی قوم کے ساتھ ایسی رچ بس گئی ہے کہ جیسے یہ بھی فولانی ہی ہیں۔اکثر صرف فلفدے زبان ہی بولتے ہیں۔

ریجن ساحل میں بہت سی معدنیات پائی جاتی ہیں۔جہاں یہ علاقہ بہت گرم ہے اور سارا سال ہی گرمی پڑتی ہے وہاں اللہ تعالیٰ نے اس علاقہ کو معدنیات سے بھی مالامال کیا ہے۔یہاں سے کثرت سے سونا نکل رہا ہے جو کہ یورپین کمپنیاں نکال رہی ہیں۔خاکسار کو تین سال (2016ء تا 2019ء) یہاں خدمت کی توفیق ملی چنانچہ یہ بات اکثر مشاہدہ میں آئی کہ لوگ جھاڑو دیکر سونے کے ذرات الگ کر رہے ہوتے تھے۔بیسیوں دفعہ مہدی آباد جانے کا موقع ملا وہاں پر اکثر دیکھا جاتا کہ بچے اور نوجوان ریت چھان کر سونے کے ذرات الگ کر رہے ہوتے تھے۔اس کے علاوہ بھی نوجوان طبقہ کئی میٹر زمین کھود کر سونا ڈھونڈنے میں لگے ہوتے ہیں جس سے ہر سال کئی اموات بھی ہوتی ہیں۔یہاں کے اکثر لوگ بارش کے موسم میں کھیتی باڑی کرتے ہیں۔نیز فولانی قوم جانور بھی پالتی ہے۔اکثر علاقہ ریتلا ہے لیکن بعض جگہوں پر چھوٹی پہاڑیاں بھی ہیں۔بارش کے موسم میں سبزہ کی وجہ سے یہ علاقہ بہت خوبصورت ہوجاتا ہے۔کم بارش ہونی کی وجہ سے پانی کا بہت مسئلہ رہتا ہے۔لوگ بہت دور دور سے پانی لے کر آتے ہیں اور خاکسار نے وہاں رہتے ہوئے دیکھا ہے کہ سال کے آخر میں جب ابھی بارش کا موسم شروع نہیں ہوا ہوتا گھر کے سارے افراد اپنی پانی کی گیلن لیکر گدھا گاڑیوں پر کئی کئی کلومیٹر کا سفر طے کر کے لائنوں میں لگے ہوتے تھے۔بعض دفعہ دورے پر جاتے تو گاؤں میں خواتین یا بچے ہی ملتے یا کوئی بزرگ اور پوچھنے پر یہی پتہ لگتا کہ وہ پانی لینے کے لیے گئے ہوئے ہیں۔پانی زمین کے نیچے ہی بہت کم ہے اور قسمت سے نکلتا ہے۔اللہ کے فضل سے جماعت کے مشن ہاؤس

بقیہ صفحہ 14 پر

م م محمود

سو سال قبل کا الفضل

15/ فروری 1923ء پنج شنبہ (جمعرات)

مطابق 25/ جمادی الثانی 1341 ہجری

صفحہ اول پر مدینۃ المسیح کی خبروں میں یہ اعلان شائع ہوا کہ ’’حضور سیدنا خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز حسبِ اطلاع سابق 12/ فروری بعد عصر پھیرو چیچی، پٹھان کوٹ کی جانب مع چند احباب تشریف لے گئے۔حضور کے بعد مولانا شیر علی صاحب جماعت قادیان کے امیر نیز مسجد مبارک میں امام الصلوٰۃ ہیں۔‘‘

اسی طرح مجلسِ مشاورت کے انعقاد کی تواریخ (30/ مارچ تا 2/ اپریل 1923ء) کا اعلان شائع ہوا۔

صفحہ 2 پر ’’نامہ صادق‘‘ کے عنوان سے حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ کی تحریر فرمودہ رپورٹ بابت مساعی جماعت احمدیہ امریکہ شائع ہوئی ہے۔آپؓ نے اس میں لکھتے ہیں:

’’میں نے پچھلی کسی ڈاک میں اطلاع دی تھی کہ ایک متعصب عیسائی عورت نے جس کی لڑکی اسلام قبول کرنے کو تیار تھی۔جب اور کچھ نہ بن سکا تو ہمارے برخلاف نالش کر دی کہ ہمارا مشن لوگوں کی لڑکیوں کو اغوا کرتا ہے اور تعددِ ازدواج پر عمل کرتے ہوئے اور مسلمانوں کے ساتھ نکاح کر دیتا ہے۔چونکہ سرکاری عملہ میں بھی مبعض متعصب ہوتے ہیں اس واسطے مقدمہ نے بظاہر خوفناک صورت اختیار کر لی تھی مگر اللہ تعالیٰ کے فضل سے حکام پر ہماری صفائی جلد کھل گئی اور مقدمہ ابتدائی منزل میں ڈسمس ہو گیا۔فالحمدللہ۔یہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ و احبابِ کرام کی دعاؤں کا نتیجہ ہے۔

صفحہ 3 پر اداریہ درج ذیل دو عناوین کا احاطہ کیے ہوئے ہے:

1۔بدھ مذہب کا موعود

2۔گائے کی حفاظت کے لیے ستیاگرہ کی ضرورت

صفحہ 4 پر حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمس کا ایک مضمون زیرِعنوان ’’دُرِّ نجف کی دُر افشانی‘‘ شائع ہوا ہے۔آپ نے اس مضمون کے ابتدائیہ میں تحریر کیا کہ ’’ہم نے ایک مضمون رسالہ ’’ریویو آف ریلیجنز‘‘ مطبوعہ اکتوبر 1922ء میں زیرِعنوان ’’حدیث القرطاس سے شیعوں کا استدلالِ بے بنیاد‘‘ شائع کیا تھا۔اس کے جواب میں ایڈیٹر دُرِّ نجف نے 8/ نومبر 1922ء کے پرچہ میں غلاۃِ روافض کی سنت کو قائم رکھتے ہوئے خامہ فرسائی کی ہے۔‘‘

چنانچہ مولانا صاحب موصوف نے اس کے جواب میں مذکورہ مضمون تحریر فرمایا۔

صفحہ 5 پر حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحبؓ کا تحریر فرمودہ خلاصہ خطاب از حضرت مصلح موعودؓ شائع ہوا ہے۔حضورؓ نے یہ خطاب انجمن الارشاد کے ایک جلسہ میں ارشاد فرمایا۔آپؓ نے اس خطاب میں شرائط صلح حدیبیہ کی حکمت بیان فرمائی۔

صفحہ 6و 7 پر حضرت مولوی عبدالمغنی خان صاحب ناظر بیت المال کی جانب سے ایک پروگرام شائع ہوا ہے۔اس پروگرام میں آپ نے 7 امور کا ذکر فرمایا ہے۔آپ نے اس پروگرام کی ابتدا میں تحریر فرمایا کہ ’’اس سال حسبِ ذیل سات امور کی تکمیل پر خاص زور دینے کا ارادہ ہے اور احباب سے امید ہے کہ وہ حتی الوسع ان کو مدِنظر رکھیں گے۔‘‘

وہ سات امور ذیل میں درج ہیں

1۔زکوٰۃ کی باشرح ادائیگی اور زکوٰۃ و صدقات کا روپیہ مرکز آنا چاہیے 2۔چندہ عام کی ادائیگی 3۔گزشتہ بقایا جات کی ادائیگی 4۔آئندہ کسی قسم کے چندہ کا بقایا نہ رہنے دیا جائے 5۔انفرادی چندہ مرکز نہ بھجوایا جائے بلکہ کسی نہ کسی جماعت کے تحت بھجوایا جانا چاہیے 6۔خاص وقت اور مقامی چندوں کے لیے اجازت لینی چاہیے 7۔قریب قریب کی جماعتیں مل کر کام کریں۔

صفحہ 8 اور 9 پر حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب جالندھری (طالب علم مدرسہ احمدیہ قادیان) کا ایک مضمون زیرِعنوان ’’حضرت مسیحِ موعودؑ کے بعد نبی‘‘ شائع ہوا ہے۔آپ اس مضمون میں ابتداء میں رقم فرماتے ہیں کہ:

’’اہلِ حدیث 9/ فروری 1923ء میں ایک صاحب بنام ہدایت اللہ سوہدروی کا مضمون بعنوان ’’دو نئے نبی‘‘ شائع ہوا ہے۔جس کا خلاصہ انہیں کے الفاظ میں یوں ہے ’’اب میاں محمود احمد صاحب (ایدہ اللہ بنصرہ العزیز) اور جماعت قادیان سے صرف ایک سوال ہے کہ جب نبوت کا دروازہ کھل گیا اور اس دروازے سے آنے والے ایک شخص میرزا صاحب (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کو آپ نے پیغمبر برحق تسلیم کر لیا تو یہ جو دو حضرات (نبی بخش سیالکوٹی اور عبداللطیف گناچوری) اسی دروازہ سے نکل کر مدعیانِ نبوت ہوئے ہیں۔ان کو مرسل ربانی تسلیم کرنے میں آپ کو کیا عذر ہے۔‘‘

چنانچہ مولانا صاحب موصوف نے جماعتِ احمدیہ پر کیے جانے والے اس اعتراض کا پُرمغز و مدلل جواب تحریر فرمایا ہے۔

صفحہ 11 تا 14 پر حضرت مصلح موعودؓ کا ایک پیغام زیرِعنوان ’’تحریک برائے چندہ مسجد برلن‘‘ شائع ہوا ہے۔حضورؓ کے اس نہایت مبارک پیغام میں کا کچھ حصہ بغرضِ افادۂ قارئین ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔آپؓ نے فرمایا

’’تمام بھائیوں اور بہنوں کو معلوم ہوگا کہ ہمارے عزیز بھائی ماسٹر مبارک علی صاحب بی اے۔بی ٹی جو ساڑھے چار سو روپیہ ماہوار کی معقول ملازمت چھوڑ کر تبلیغِ اسلام کے لیے لندن گئے ہوئے تھے، وہ آج کل جرمنی کے پایۂ تخت برلن میں ہیں۔ان کے جرمنی جانے کی یہ وجہ ہوئی کہ مجھے مدت سے یہ خیال تھا کہ اس جنگ کے بعد جو قومیں مغلوب ہوں گی وہ ایسی حالت کو پہنچ جائیں گی کہ ان کو آرام و راحت کا ذریعہ سوائے اللہ تعالیٰ کی مدد کے اور کچھ نظر نہ آئے گا اور ان میں تبلیغ کرنے کے لیے یہ بہترین وقت ہوگا۔ چنانچہ ایسا ہی ثابت ہوا۔اس کے بعد جنگ کے اثرات کے ماتحت روس میں ایسے تغیرات پیدا ہو گئے کہ اس کا تعلق بقیہ دنیا سے کٹ گیا اور جرمنی کے ساتھ اس کے تعلقات مضبوط ہو گئے۔اس سے میں نے خیال کیا کہ علاوہ اس کے کہ جرمنی اب اسلام کی تعلیم کو سننے کے لیے باقی یورپین قوموں سے زیادہ تیار ہے۔اس ملک میں تبلیغ کا مرکز بنانے سے روس میں تبلیغ کا راستہ بھی کھل جائے گا جس کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ کی زبردست پیشگوئیاں ہیں۔پس ان خیالات سے متاثر ہو کر اور ضرورتِ وقت کو محسوس کر کے میں نے ماسٹر مبارک علی صاحب کو جرمنی میں بھیجا تا کہ وہاں کے حالات پر پورے طور پر غور کر کے رپورٹ کریں۔ان کی رپورٹیں نہایت امید افزاء ثابت ہوئیں۔بلکہ ان کو تو اس ملک میں کامیابی کا اس قدر یقین ہو گیا کہ وہ متواتر مجھے لکھ رہے ہیں کہ وہاں فوراً ایک مسجد اور مکان بنایا جائے اور یہ کہ جس طرح ہو سکے چھ ماہ کے لیے میں خود وہاں چلا جاؤں جس کے نتیجہ میں انہیں اس قدر جلد کامیابی کی امید ہے کہ قلیل عرصہ میں دنیا میں اہم تغیرات ہو سکتے ہیں۔چونکہ میں یورپین زبانوں سے ناواقف ہوں اور چونکہ نو ماہ یا ایک سال تک مرکزِ سلسلہ سے باہر رہنا درست نہیں معلوم ہوتا بلکہ سردست ایسا نہ کرنے کے متعلق بعض اشارات بھی ہوئے ہیں۔ان کی اس تجویز کو تو میں عمل میں نہیں لا سکا۔لیکن ان کی اس درخواست کو کہ اُس جگہ فوراً ایک مسجد اور سلسلہ کا ایک مکان بن جائے تو بہت کامیابی کی امید ہے، نظر انداز کر دینا میرے نزدیک سلسلہ کے مفاد کو نقصان پہنچانے والا تھا۔اس لیے میں نے اس کے متعلق ان کو تاکید کر دی ہے کہ وہ فوراً زمین خرید لیں۔جو اندازاً پانچ ہزار روپیہ کی خرید لی گئی ہے۔یہ زمین مرکز شہر میں ہے اور ایک ایکڑ کے قریب ہے۔اس قدر زمین اتنے بڑے شہر کے آباد حصہ میں صرف جرمنی کی موجودہ غربت کی وجہ سے مل سکی ہے ورنہ یہ زمین دوسرے اوقات میں ایک لاکھ روپیہ کو بھی نہ مل سکتی۔اب اس زمین پر مسجد اور مبلغوں کے مکانات کی تعمیر کا سوال باقی ہے۔اور اس کے لیے پینتالیس ہزار روپیہ کا کم سے کم اندازہ یا جاتا ہے۔۔۔

میرے نزدیک اگر اس کام کو صرف عورتیں ہی مل کر پورا کریں تو سلسلہ بہترین خدمات میں سے ایک خدمت شمار ہوگی اور آئندہ آنے والی نسلیں ہماری عورتوں کی سعی اور ان کی ہمت کو دیکھ کر اپنے ایمانوں کو تازہ کریں گی اور ان کے دلوں سے بے اختیار ان کے لیے دُعا نکلے گی جو ہمیشہ کے لیے مرنے کے بعد کی زندگی میں ان کے درجوں کی ترقی کا موجب ہوتی رہے گی۔

میرا دل اس جذبۂ محبت اور حیرت کا اندازہ لگانے سے قاصر ہے جو بعد میں آنے والے مالدار اور صاحبِ ثروت لوگوں کے دلوں میں اس مسجد کو

THE ALFAZL QADIAN

الفضل

ایڈیٹر:۔ غلام نبی

نمبر 63 | مورخہ 15 فروری 1923ء | مطابق جمادی الثانی 1341ھ | جلد 10

مدینۃ المسیح

اعلان

خونِ حسرت کے چند چھینٹے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مولوی مبارک علی صاحب
بی۔اے۔بی۔ٹی برلن کے سابق مبلغ

DAILY ONLINE
ALFAZL
LONDON

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION
Download on the App Store
ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

ادارہ کا مضمون نویسوں، تبصرہ و مراسلہ نگاروں کے خیالات اور آراء سے متفق ہونا ضروری نہیں

دیکھ کر پیدا ہوگا جس کے دروازہ پر لکھا ہوگا کہ یہ مسجد جرمنی کے نومسلم بھائیوں کے استعمال کے لیے احمدیہ جماعت کی عورتوں نے بنائی ہے۔ وہ ایک طرف تو جماعت کی موجودہ غربت اور مسکینی کا حال پڑھیں گے، دوسری طرف عورتوں کی اس شاندار خدمت کو دیکھیں گے تو ان کے نفس ان کے دل کے کانوں میں اس طرح سرگوشیاں کریں گے کہ یہ حال جب تمہاری غریب بہنوں کی قربانیوں کا ہے تو اے مالدار لوگو! تم کو خدا اور اس کے سلسلہ کی خدمت کے لیے کس قسم کی قربانی کرنی چاہیے؟

میں اس غریب اور مسکین کے دلی جذبات کا اندازہ کرنے سے قاصر ہوں۔ جو برلن کی گلیوں میں احمدی جماعت کی شان و شوکت کے زمانہ میں اس امر پر غور کرتا ہوا گزر رہا ہوگا کہ میں اپنی اس کمزوری اور تنگ دستی کی حالت میں دین اور اس سلسلہ کی کیا خدمت کرسکتا ہوں اور ان لوگوں کے مقابلہ میں جو بڑے بڑے مالدار ہیں، میری خدمات کیا حقیقت رکھتی ہیں۔ جبکہ اچانک اس کے سامنے ہماری عورتوں کی یہ شاندار خدمت ایک رحمت کے فرشتہ کی شکل میں آ کھڑی ہو گی۔ اس کا دل دھڑکنے لگے گا اور اس کے چہرہ کا رنگ سرخ ہو جائے گا اور وہ اپنے تمام جسم میں ایک ہلکی سی کپکپاہٹ محسوس کرے گا اور وہ بے اختیار ہوکر کہہ اٹھے گا کہ نہیں نہیں خدا نے میرے لیے بھی اپنی رحمت کے دروازے بند نہیں کیے ہیں۔ اس باہمت قوم کا ایک فرد ہوں جس کی عورتوں نے اس زمانہ میں جبکہ ہماری قوم دنیا میں سب سے کمزور اور سب سے غریب تھی، خدا کے نام کو بلند کرنے کے لیے ہزاروں کوسوں پر آ کر یہ مسجد تیار کروائی تھی۔ اس کی پُرنم آنکھیں اور اس کے پھڑکتے ہوئے ہونٹ اس جذبۂ امتنان وولولۂ محبت کا ایک ہلکا سانشان ہوں گے جو اس ہدایت و رہنمائی کے بدلہ میں احمدی عورتوں کی اس عملی نصیحت سے اسے حاصل ہو گی۔ مگر اس کے احساسات کے عمیق سمندر میں جو حرکات پیدا ہو رہی ہوں گی اس کا صحیح اندازہ یا اس ہستی کو ہو گا جو سب رازوں سے واقف ہے یا اس شخص کو جس کا دل مایوسی کی تاریک غار میں امید کے سورج کی شعاعوں کو سانپ کی طرح لہرا لہرا کر آتے ہوئے دیکھے گا اور جس کی جھکی کی ہوئی کمر اس مسجد کی برقی طاقت سے متاثر ہو کر ایک دم سیدھی ہو جائے گی۔

غرض یہ کام جس شان کا ہو گا اور جو اعلیٰ درجہ کے نتائج اس سے پیدا ہوں گے، ان کا صحیح اندازہ بھی ہم اس وقت نہیں کر سکتے۔ کوتہ بین آنکھ میری اس تحریر کو پڑھ کر حقارت آمیز چمک دکھلائے گی۔ مگر اُسے کیا معلوم کہ وہ ولھم اعین لا یبصرون بھا کی تہدید کے اثر کے نیچے اپنی حقیقی روشنی کو کھو بیٹھی ہے اور اس کا مالک کنویں کے مینڈک سے زیادہ علم نہیں رکھتا۔

میں نے قادیان کی عورتوں میں اس تحریک کو ایک جلسہ کر کے پیش کیا ہے اور انہوں نے اسے شوق و محبت سے قبولیت کے ہاتھوں میں لیا ہے۔ اس لیے میں امید کرتا ہوں کہ اگر دوسرے مقامات کی احمدی بہنیں بھی اپنی قادیانی بہنوں کا سا اخلاص اور جوش دکھائیں گی تو یہ رقم بلکہ اس سے بھی زیادہ تھوڑے ہی عرصہ میں جمع ہو جائے گی۔‘‘

اس کے بعد حضرت مصلح موعودؓ نے احمدی مستورات کی مسجد برلن کے لیے کی گئی بے مثال قربانیوں کا حسین تذکرہ فرمایا ہے۔

اس مسجد کی تعمیر بعض وجوہات کی بناء پر التوا کا شکار ہوگئی اور لجنہ کے اس چندہ سے مسجد فضل لندن کی تعمیر ہوئی۔ الحمدللہ کہ حضرت مصلح موعودؓ کی برلن میں مسجد تعمیر کرنے کی یہ خواہش سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے بابرکت دور میں پوری ہوئی اور 17/ اکتوبر 2008ء کو حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے برلن میں خطبہ جمعہ کے ذریعہ مسجد خدیجہ کا افتتاح فرمایا۔

اس مسجد کا ایک اجمالی تعارف قبل ازیں الفضل آن لائن میں شائع ہو چکا ہے جس سے استفادہ کے لیے درج ذیل لنک پر وزٹ کیا جا سکتا ہے۔

https://www.alfazlonline.org/1674763/2022/12//

نیز حضرت مصلح موعودؓ نے جرمنی کے جس اولین مجاہدِ سلسلہ کا ذکر فرمایا ہے ان کی تصویر بھی شاملِ تبصرہ ھٰذا ہے۔

مذکورہ بالا اخبار کے مفصل مطالعہ کے لیے درج ذیل link ملاحظہ فرمائیں۔

https://www.alislam.org/alfazl/rabwah/A19230215.pdf

بقیہ: ڈوری برکینا فاسو کا تعارف...... از صفحہ 12

بقیہ: ڈوری برکینا فاسو کا تعارف...... از صفحہ 12

میں ایک ہینڈ پمپ لگا ہوا ہے جس سے دن رات ارد گرد کے غریب لوگ پانی لیتے ہیں۔

2015ء کے بعد سے اس ریجن کے حالات بہت خراب ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ 2019ء میں ڈوری شہر کے قریب بھی جہادیوں کے حملہ ہونے شروع ہو گئے تھے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو ہدایت دے جو کہ اسلام کے نام پر ملک کا امن خراب کر رہے ہیں۔ آمین

دعا ایک تریاق ہے

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

سانپ کے زہر کی طرح انسان میں زہر ہے اس کا تریاق دعا ہے جس کے ذریعہ سے آسمان سے چشمہ جاری ہوتا ہے جو دعا سے غافل ہے وہ مارا گیا ایک دن اور رات جس کی دعا سے خالی ہے وہ شیطان سے قریب ہوا ہر روز دیکھنا چاہیئے کہ جو حق دعاؤں کا تھا وہ ادا کیا ہے کہ نہیں۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 591)

ایک سبق آموز بات

زندگی

زندگی ایک بار ملتی ہے اسے نفرتوں میں ضائع نہ کریں۔ محبتیں تقسیم کریں کیونکہ یہی انسانیت کا تقاضا ہے اور دل کا سکون بھی۔

مرسلہ: شکیل احمد طاہر۔ قادیان

فقہی کارنر

سینے پر ہاتھ باندھنا

محمد اسماعیل صاحب سرساوی کا ذکر کرتے ہوئے حضرت پیر سراج الحق صاحب نعمانی تحریر کرتے ہیں کہ:

’’میں جو سینہ پر ہاتھ باندھتا تھا ایک دن مجھ سے پوچھا کہ حضرت صاحب یعنی مسیح موعود علیہ السلام کہاں ہاتھ باندھتے تھے؟ میں نے کہا سینہ پر۔ پس اسی روز سے میاں اسماعیل نے بھی سینہ پر بلا خوف ہاتھ باندھنے شروع کئے۔‘‘

(تذکرۃ المہدی صفحہ 296)

(مرسلہ: داؤد احمد عابد۔ استاد جامعہ احمدیہ برطانیہ)

طلوع و غروب آفتاب

15/ فروری 2023ء	طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	05:34	18:18
مدینہ منورہ	05:37	18:16
قادیان	05:49	18:15
ربوہ	05:29	17:55
اسلام آباد ٹلفورڈ	05:47	17:18